چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے عنہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ر
(۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ر
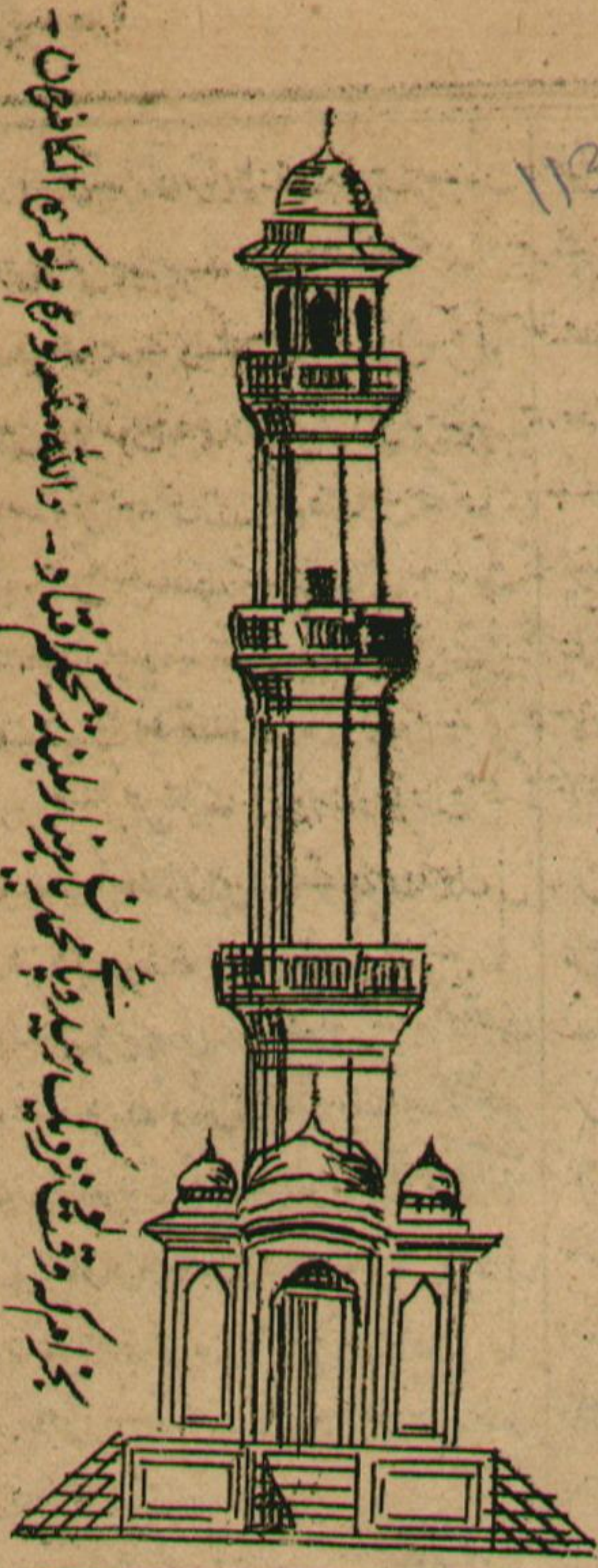
فہرست مضامین

نمبر ۳۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

تازہ الہامات و رویاء

۱۷- اکتوبر ۱۹۰۵ء کو - رسید مژدہ کہ آن یار دل پسند آمد۔ رسید مژدہ کہ دیوار زمیان برخاست -

۱۸- اکتوبر ۱۹۰۵ء - انی مع الرسول اقوم و الوم من یلوم و اعطیک ما یدوم -

رؤیاء - ایک شخص نے مجھے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا۔ پھر الہام ہوا۔ آب زندگی اس کے بعد الہام ہوا۔ قل میعاد ربک -

پھر الہام ہوا۔ خدا کیطرف سے سب پر اداسی چھا گئی -

رؤیاء - خواب میں دیکھا - کہ ایک چغہ ہے وہ الٹا ہے مگر اس پر زربفت کا کام کیا ہوا ہے دہانہ کا نظر نہیں آتا -

۱۹- اکتوبر - لا تقوموا و لا تقعدوا الا معہ لا تردوا مورداً الا معی - انی معک و مع اہلک - فقط -

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت مورخہ ۲۲- اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو دار الامان سے دہلی تشریف لے گئے - آپ کے ہمراہ جناب سید محمد احسن صاحب امروہی - و جناب سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراسی اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مفتی محمد صادق صاحب و جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب ہیں -

۲- حکیم الامت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - اور درس قرآن کریم برابر ہوتا ہے -

۳- میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ بموجب جماعت احمدیہ برائے حصول نیاز تشریف لائے - اور دو روز کے بعد واپس بنگہ چلے گئے -

ضروری اطلاع

خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سفر دہلی میں ہے اسلئے اگر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضری کیوجہ سے بعض احباب کے گرامی نامجات کی تعمیل نہ کر سکے تو اسے معذور سمجھا جاوے - وہ ۲۱- اکتوبر کی صبح کو دار الامان سے اعلےٰ حضرت کے ایماء سے اپنے ہیڈ کوارٹر کو چھوڑتا ہے - اور اسی وجہ سے اس ہفتہ کا اخبار بھی ۱۰ ہی صفحوں پر شائع ہوتا ہے -

ایڈیٹر

ذوالنون مصری

مسلمانوں میں ذوالنون کی غیر معمولی شہرت ہے - انکا نام ادب سے لیا جاتا ہے - اور اون کی کرامتیں نہایت دلچسپی سے بیان کی جاتی ہیں - لیکن باین ہمہ شہرت یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ ذوالنون کیمیا میں بھی صاحب فن تھے - اور مرکبات کے تجزیہ و تحلیل اور مفردات کی ترکیب تالیف میں اونکو خاص دستگاہ تھی - اس لائف میں ہم اون کے اوسیقدر سوانح سے گفتگو کرینگے - جن کا تعلق کیمیا سے ہے - اور بقیہ واقعات کو حدیث و تصوف کیلئے اظہار کرتے ہیں -

کیمیا کا شوق ہر قوم کو تہا - اہل مصر و بابل سونا چاندی بنانے میں وقت صرف کرنے کیلئے ضرب المثل تھے - یونانیوں میں اغاذیمون - انطرس - افلاطون اور دیمقراط ایرانیوں میں کیماس - اور جاماسپ اور ہندوستانیوں میں حاطف ہندی - کو اسمیں بڑا انہماک تہا - لیکن یہ سب صنعت گر تھے - کیمیا میں بہ حیثیت فن صرف مسلمانوں نے توجہ کی اور اونہیں کی غیر معمولی توجہ سے اس صناعت کا مستقل فن قایم ہوا -

اس فن کی ابتدا مسلمانوں میں بھی اسی سونے چاندی بنانیکے شوق سے ہوئی - اور گو ہم یہ نہیں جانتے کہ اس مقصد میں اونہیں کہانتک کامیابی ہوئی - لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ انہوں نے اس انہماک کی بدولت ایسی ایسی اہم چیزیں دریافت کیں اور بنائیں - جن سے علم معرفت الاشیاء - طبقات الارض - انجینیری اور اصول دوا سازی وغیرہ کو بہت بڑی مدد ملی - اہل یورپ اس کیمیا کو اسلامی کیمیا کہتے ہیں اور انہیں صاف اعتراف ہے کہ جدید کیمسٹری جن اصول پر قایم کی گئی وہ مسلمانوں ہی کے ایجاد ہیں -

علم کیمیا میں مسلمانوں کی کوشش جس مبالغہ کی حد تک پہنچی ہوئی تھی - اوسکا سرسری اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ابوبکر رازی کا قول ہے کہ "جب تک کسی عالم کو کیمیا میں دخل نہو - نہ اوسکو علم و فلسفہ میں مہارت ہو سکتی ہے اور نہ اوسے فلاسفر کہنا صحیح ہے"

موسیو فلاماریہ اسکی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ قول صحیح ہے کیونکہ کیمیا ہی ایک ایسا علم ہے جس سے فلسفہ کی حقیقت اور سائینس کی فلاسفی معلوم ہوتی ہے - اہل عرب کی عادت تھی کہ اوس میدان میں خوشی سے قدم رکھتے تھے جکی زمین سنگلاخ - اور راستہ دشوار گذار ہو اسی دقت پسندی نے کیمیا کی منزلیں طے کرنے پر ان کو مائل کیا اور ایسا مائل کیا - کہ سفتوحان میں بھی کامیابی کا پھریرا انکے سر پر لہراتا رہا -

ہجرت کی پہلی صدی میں یہ فن اسلام میں داخل ہوا - اور

---

[1] ابن الندیم جزو دہم مقالہ دہم صفحہ ۳۵۱ علم الکیمیاء صفحہ ۷ -

قال الله تعالیٰ ام جعلوا لله شرکاء خلقوا کخلقه فتشابه الخلق علیهم قل الله خالق کل شیء وهو الواحد القهار پ۱۳ سوره رعد۔

غور کنید که خداوند تعالیٰ درین آیت خود را خالق حقیقی قرار داده است و از جمله معبودان باطل صفت تشبیه خلق را نفی فرموده و خلق و احیای مسیح وغیره انبیا را ماصاف و جز یک غیر حقیقی قرار داده است پس اگر خلق طیور مسیح و احیای مسیح وغیره را حقیقی مے دانید او آیت مزبوره دلیل که در قرآن کریم موجود اند کجا گریختن مے توانید قال الله تعالیٰ ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له و ان یسلبهم الذباب شیئا لا یستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب۔ پ۱۷ سوره حج

والطالب والمطلوب انسان کما قال الله خلق الانسان ضعیفا۔

دیگر شنوید افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون پ۱۴ آیا کسیکه پیدا مے کند مثل آنکس مے گردد که چیزے را پیدا کردن نمے تواند چرا عبرت نمے گیرید۔

آیا صفات ایزدی و صفات مخلوق را یکسان گردانیده آید۔

آیا پیدائش خالق و پیدائش مخلوق یکسان مے گردد۔

آیا بر بے مثل و بے مانند بودن صفات ایزدی ایمان ندارید۔

لیس کمثله شیء صفت باری تعالیٰ است۔ چنانکه ذات ایزدی بے مثل است همچنین صفات ایزدی هم بے مثل است آیا خلق الٰهی و خلق مسیح را متشابه مے دانید حالانکه خداوند تعالیٰ مے فرماید ام خلقوا کخلقه فتشابه الخلق علیهم یا ایها الناس اذکروا نعمة الله علیکم هل من خالق غیر الله یرزقکم من السماء والارض۔ پ۲۲ س فاطر۔ خالق مخلوق خود را برزق سماوی و ارضی پرورش مے کند و این صفت بجز ذات باری بکسے یافته نمے شود۔

پس از آیات مزبوره صاف و هویدا گردید که خلق و احیای مسیح مجازی و غیر حقیقی و مسئول است ورنه در دیگر آیات قرآن تناقض پیدا می گردد حالانکه کلام الٰهی از تناقض و تضاد مبرا است قال الله تعالیٰ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا پ۵

الحال تقریرے طویل درباب حقیقت معجزه نوشته واضح کرده مے شود۔ که در قرآن کریم مراد از احیای موتی چه مے باشد درین تقریر همان اصول است که آن را قرآن کریم معتبر شمرده است۔ الله تعالیٰ در سوره آل عمران فرموده است هو الذی انزل علیك الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات

ازین آیات معلوم مے شود که در قرآن مجید آیات محکمات و متشابهات هر دو قسم موجود اند در معنے محکمات و متشابهات مفسرین خیلے اختلاف کرده اند و اقوال ها نوشته اند من تو۔ لے را بیان مے کنم که مختار اصولین و مفسرین است الحال بنظر غور و فکر غائر ملاحظه فرمایید مراد از آیت محکم کلامیست که بسبب تفسیر شواهد و نظائر قرآنی یا از وجه قرائن قویه و دلائل بینه متعین المعنے باشد و ماسوائے یک معنے احتمال معنے دیگر ناشی عن الدلیل دران نه باشد و متشابه آنست که ذو الوجوه باشد و متعین المعنے نه باشد بلکه بعد از غور و فکر معنے آن کرده شود که موافق محکمات باشند و مخالف محکمات نباشند محکمات را ام الکتاب ازین جهت فرموده اند که اصول کتاب اند و متشابهات فروع آنها است که رجوع آنها سوئ محکمات

ضروری است ورنه آیات محکمات ام الکتاب نمے مانند چونکه درین همین ثمر و راز بود که محکمات اصول اند لهٰذا خدا تعالیٰ اینها را ام الکتاب فرمود و این امر ازین آیت ثابت و محقق گشت که معنے متشابهات موافق محکمات گرفتن واجب و لابدی است۔

(سوال) اگر کسے سوال کند که خداوند کریم حکیم مطلق متشابهات را چرا در قرآن مجید بیان فرمود چرا تمام مسائل مهمه را بطرز محکمات بیان نفرمود۔

(جواب) آن است که چنان که انسان بغیر استعمال قوائے ظاهریه۔ و خوارج جسمانیه مستحق اجر و ثواب نمی باشد همچنان در بعض مسائل بغیر صرف کردن قوای علمیه باطنیه استحقاق ثواب حاصل کردن نمے تواند اگر کسے درباب مشهودات و محسوسات گوید که من بر آسمان ایمان آورده ام این ایمان او موجب ثواب نیست زیرا که درین امر استعمال قوائے علمیه و طاقتهائے عقلیه نشده است لهٰذا خدا تعالیٰ در صفات مومن ارشاد مے فرماید یومنون بالغیب و نیز اگر جمله مسائل بطور محکمات بیان کرده شوند پس هر چه قدر حکیم مطلق علام پیدا فرموده است آن همه ضائع مے شوند و در علما و جهلا فرقے نمے ماند۔ حالانکه خدا تعالیٰ در قرآن کریم مے فرماید یرفع الله الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات پس این چه قدر احسن و احوط امر است که بموافق این اصل قرآنی مخالفین ما فیصله کنند و بغور و فکر بفهمند که این آیت هم در آل عمران است و آیتیکه دران نزاع واقع است آن هم در آل عمران است الحال بقیه ترجمه آیت را بیان مے کنم فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔ ازین آیت ثابت است که اتباع متشابه بنا بر ابتغاء فتنه موجب زیغ است و فتنه در همین صورت است که تاویل متشابه مخالف محکمات کرده آید و بموجب عقاید خیالیه خود معنے متشابه تراشیده شود کسانیکه عمل در آمد و دستور العمل چنین مے باشد یعنے معتقدات خود بموافق آرائے و خیالات خود مے تراشند۔ الله تعالیٰ نام اوشان را فی قلوبهم زیغ نهاده است یعنے کج طبع و کج فهم اند در دلهای شان کج رفتاری است۔

گروه دوم راسخون فی العلم است این آن گروه است که معنے متشابه را موافق محکمات مے کند۔

درینجا این امر اهم ملحوظ باید داشت که اگر کسے را علم آیات متشابهات داده نمے شد پس کسے راسخ فی العلم و اولو الالباب نشدے۔ ازین مفهوم مے گردد که تاویلات متشابهات که موافق محکمات شده باشد علم آن مقربین را داده مے شود که بباعث آن بنام راسخون فی العلم و اولی الالباب موسوم گشته اند الحال ناظرین همچ اصول قرآنی که بالا بیان کرده شد بیان احیائے موتی مسیح وغیره انبیاء بشنوند و فیصله کنند۔

انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن الله وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله۔

بعض جهال و کج رفتاران ازین آیات اعتقاد دارند که حضرت مسیح ابن مریم بسیار اقسام و انواع پرند پیدا مے کردند و مردها را زنده مے کردند۔

خدا تعالیٰ غیر خود را خاصۀ الوهیت نمی دهد

بدانکه این آیات از متشابهات اند و معنے این آیات فهمیدن که خداوند تعالیٰ حضرت مسیح را در صفت خالقیت و احیائے موتے باذن خود شریک خود ساخته بود صریح الحاد است زیرا که اگر خدا تعالیٰ غیر را خاصۀ صفات الوهیت می دهد

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

(حاشیہ) ایک بوتل فی تین روپیہ فی شیشی ... نمک سلیمانی ...

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کمسٹری مدرسہ کے ممبر و کمیکل اگزامینر ولیم رسٹن کرسپ صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیون کو دور کرکے اوسکی قوت کا محافظ رہتا ہی اسوجہسی حالت تندرستی مین اسکی استعمال سے بھوک بڑہتی ہے اور غذا ہضم ہو کر خون صالح پیدا ہوتا ہی اگر پوری پرہیز کے ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن مین پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہسی ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہو کر چستی اور مردانگی پیدا ہو سکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہی یہ نمک سلیمانی امراض ذیل مین جو کہ معدہ کی خرابی کی وجہسے پیدا ہوتے ہین مثلاً ہیضہ تخمہ بدہضمی نفخ سنفراقر - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکارون کا آنا گلے کی سوزش پیٹ کا درد - اسہال - پیچش - ریاح کا درد کمی اشتہا - بواسیر قبض ان سب شکایتون مین مثل جادو کے اپنا اثر دکھلاتا ہی چونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ اور مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہسی بار بار پیشاب آنیکو بھی روکتا ہے - دمہ یا سانس کا پہولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہو انمین بھی بہت مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسدہ کو تحلیل کرتا ہے اسوجہسی گٹھیہ کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے - ہیضہ یا طاعون کے دنون مین اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے -

ہزارون سے دو چار سرٹیفکٹون کا خلاصہ

جناب علی القاب امیر الدولہ ناظم یار جنگ استاد جہان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن سی تاریخ ۴ جون ۱۹۰۳ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مینے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور اونہین وصفات کیساتہ موصوف پایا جیسا کہ اشتہار مین درج ہی اور جس شخص کو دیا گیا اس نے بھی تعریف کی - **جناب** صاحبزادہ محمد امین الرحمان خان صاحب نبیرہ عالی جناب نواب صاحب والی جھجر مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۳ء کو مقام لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہین کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی - بدہضمی - کھٹی ڈکار - نفخ - درد ریاحی - درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدے کی شکایت کی شاکی تہے میرے پاس آئے مینے آپکا نمک سلیمانی اونکو دیا خدا کے فضل سے ان لوگون کو آرام ہوا در حقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اور مین خود درد ریاحی اور کھٹی ڈکارون کی مرض مین مبتلا تہا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفاء کلی حاصل ہوئی -

جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب لیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہین کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تہا ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہ ہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہون جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہی اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیان نمک سلیمانی کی اور بھیج دیجئے + **جناب** بابو ساکرام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۳ - اگست ۱۹۰۳ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپکے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر مین جو کہ مجکو جاپان آتے وقت درپیش تہا - بہت مدد ملی سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تہا - آپکا نمک سلیمانی معدے کی شکایتون کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہانے مین نہایت خوش ذائقہ ہے -

جناب بابو بٹہل رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ امریکہ وغیرہ ۴ - اکتوبر ۱۹۰۳ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کیواسطے اکسیر نہین ہے بلکہ سمندر کی بیماریان مثل متلی - چکر قے - بخار وغیرہ مین بہی اپنا اثر بہت اچھا دکہاتا ہی مین امید کرتا ہون کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کی سفر کرنے والے لوگ اپنے ساتہہ رکھکر ضرور فائدہ اٹھائینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریون سے محفوظ رہینگے -

کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب پنڈت رماشنکر صاحب مصرا ایم اے - تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے -

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۸ - جنوری ۱۹۰۴ء مین تحریر فرما رہے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کھٹی اور جلی ہوئی ڈکارون کو روک دیتا ہی - غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگون کو کہانا ہضم نہ ہوتا ہو تو وہ کہا نیکے بعد

ملنے کا پتہ - نونہال سنگہ بھارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گہاٹ شہر بنارس -

---

مفت — مفت

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہو گا تو وہ جعلی سمجھنا چاہیے

۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سی بڑہا کر پچاس ہزار پڑیہ کردی گئی ہے سر کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہو گی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ مین اس کے خریدار موجود ہین سیکڑون سارٹیفکٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور حکیمون و ریئسون اور عہدہ دارون کے موجود ہین جن کے شایع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا یکم دسمبر سے صرف ۱۴ - دسمبر تک ۳ ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگون نے منگوائین - اسپر تجربہ کے بعد ۵ ۷ فیصدی کی فرمایشات آچکی ہین اور یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور اونہین کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے - آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض مین بے حد مفید ثابت ہوا ہے - ابتدائی نزول الماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطبا اس امر پر متفق ہو گئے ہین کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہین جالا - پہولا - دہند - غبار - سبل - پانی جانا - پڑبال - خارش - موتیابند ابتدائی - سرخی ناخنہ - وغیرہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے عینک کی حاجت نہین رہتی اور حالت مرض مین لگایئے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بہر سے زاید کو کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے تاجران دوا فروشون اور ڈاکٹرون کو اسطرف متوجہ ہونا چاہئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کیئے جاینگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمایشات ویلیو پے ایبل منگوانے پر جب ہین کا اطمینان ہو گا - محصول وغیرہ ذمہ خریدار - بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی کی فی تولہ عہ - سرمہ سیاہ ہمری فی تولہ ۸ ر

کم خرچ بالا نشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہمنے سوتی سنگی اور مشروع اور مختلف الوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بہی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی مین یہانتک جالاک دست کاریگرون نے یہ کمال دکہایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور پائداری مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہین ہے ایک مرتبہ منگا کر ملاحظہ تو فرمایئے قیمت فی تہان قسم اول طول ۱۲ گز - ۱۰ گرہ عرض ۱۱ گرہ عہ + قیمت فی تہان قسم دوم - طول ۱۲ گز - ۸ گرہ عرض ۱۰ گرہ عہ ر

جملہ خط و کتابت وترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکہنو ہونی چاہئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دہوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے

سرمہ سلیمانی یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جس کے چند روز کے استعمال سے جالا - پہولا - دہند - آشوب چشم - پڑبال - آنکہون سے پانی بہنا - نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸ ر

سنون دندان جس کے استعمال سے مسوڑہ خواہ مسوڑہ کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا دورہ ہو یا مسوڑہ ورم کر گیا یا دانتون سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہین قیمت فی بکس ۴ ر

پوڈر ربالصفا یہ پوڈر دیگر پوڈرون کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جلد مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور تین منٹ مین خارج کر دینا اسی کا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ر کلان ۴ ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بابسگڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہو گئے ہین بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کیئے جاتے ہین - اور خوش معاملگی بہی کارخانہ انجام دیتا ہے - شائقین بطور نمونہ طلب کرین

راقم محمد عبد الشکور و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہو گی - ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالون کو سفید ہونے سے روکتا ہے - نزلہ - آنکہون درد سر - وغیرہ کے لیئے اکسیر ہے - قیمت فی شیشی آٹھ آنہ (۸ ر) محصول ڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -

کچھ کم... ۵ برس تک ترقی کرتا رہا۔ اس مدت میں بہت سے اوستاد الفن پیدا ہوئے۔ جن میں ۱۵ اشخصوں کے نام ابن الندیم نے بھی لکھے ہیں۔ اور انہیں ارباب اجتہاد میں ذوالنون مصری بھی شامل ہیں گو کیمیاء کا چرچا ساتوین صدی میں بلکہ اوس کے بعد بھی رہا۔ مگر ابوالحسن انصاری لکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے صنعت گر کیمیا ساز نہ تھے۔ کیمیا فروش تھے۔

ذوالنون کے واقعات

ذوالنون نام ثوبان تھا اور ابوالفیض کنیت تھی۔ از نوبہ (نوبیا واقع افریقہ) کے ایک گانون میں پیدا ہوئے اور سودانیون کے طرز ماند و بود کے مطابق ابتدائی زندگی بہت معمولی حالت میں بسر کی۔ ان کے والد ابراہیم ایک مصری امیر کے غلام تھے اور اُن کی حیثیت ایک ادنےٰ شخص سے زیادہ نہ تھی۔ آقا نے کچھ دنون بعد اخمیم میں اقامت اختیار کی جہان ملازمت کی ضرورت سے ابراہیم اور اون کے بال بچون کو بھی قیام کرنا پڑا آقا دل کا امیر تھا اوس نے اہل وعیال کی خاطر سے ابراہیم کی تنخواہ بڑہا دی تھی۔

تعلیم وتربیت - ذوالنون کی معیشت پھر بھی معمولی تھی اور تربیت بھی ہوئی تو ایک غلام زادہ کی حیثیت سے ہوئی لیکن المرء ابن استعداده لا ابن ابائه[1] اجداده ذوالنون نے اپنی استعداد سے اسی بُری حالت میں ترقی کر لی۔ اور آقا زادے جن کی تعلیم کا خاص اہتمام تہا۔ یونہی رہ گئے[2] درس قرآن کے بعد ذوالنون نے تعلیم ترک کر دی اور کسی عرب کی ملازمت اختیار کر لی۔ شباب کا زمانہ تھا۔ اُمنگیں زورون پر تھی اور طبیعت میں جوش بہرا ہوا تہا۔ اس پر طرہ صحبت بد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہوا وہوس میں پڑ گئے۔ اور شراب کا ایسا چسکا پڑا کہ اکثر اوقات بزم عیش آراستہ رہتی۔ اور تسلسل کے ساتھ جام کا دور رہتا مورخ ابن یونس کہتے ہیں کہ اسی حالت میں اونہون نے ایک روز کسی صاحبدل کو یہ آیت پڑہتے سنا۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ[3] اوس کا اون پر ایسا اثر ہوا کہ تمام مناہی سے توبہ کر لی اور پھر کبھی اس طرف متوجہ نہ ہوئے[4] توبہ کے بعد حج کے قصد سے عرب

[1] انسان اپنی استعداد کا لڑکا ہے اپنے باپ دادا کا لڑکا نہیں ہے۔
[2] صاحب علم الکیمیا لکھتے ہیں کہ ایک وہ وقت آیا کہ ذوالنون کے آقا زادے اون سے تعلیم حاصل کرنے آتے تھے اور اونکو شیخ طریقت کہا کرتے تھے میری رائے میں یہ صحیح نہیں کیونکہ ذوالنون کی مشیخت کے زمانہ میں آقا زادون سے اون کی ملاقات ثابت نہیں۔ ۱۲
[3] ایمانداروں کیلئے کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اون کے دل میں ذکر الٰہی سے خشوع پیدا ہو[4] ابن خلکان نے ایک اور روایت توبہ کی لکھی ہے لیکن ابن یونس کی روایت موصول السند ہے۔ لہذا زیادہ قابل تسلیم ہے۔ ۱۲

کا سفر کیا۔ اور ینبوع کے راستہ سے پہلے مدینہ منورہ پہونچے۔ وہان امام مالک رح کا دور تہا۔ اور اون کے حلقہ درس میں مختلف مقامات کے طلبہ کا مجمع تہا حدود چین سے لیکر سواحل دریائے لوآر (واقع فرانس) تک کے مسلمان حدیث پڑہنے کے لئے آستانہ امامت پر حاضر رہتے تھے۔ خلیفہ ہارون رشید نے خود آکر حدیث پڑہی تھی۔ اور عام طالب علمون کے ساتھ بیٹھ کر موطا کا سبق لیا تہا۔ ذوالنون کے دل میں بھی حدیث پڑہنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور بڑے شوق سے امام مالک بن انس کی شاگردی اختیار کی اور اس فن میں کچھ ایسی مہارت بہم پہونچائی۔ کہ خود امام صاحب اون کے مداح تھے۔

دربار خلافت سے تعلقات

دربار بغداد سے بھی ذوالنون کو تعلق تہا۔ مگر نہایت سادگی سے۔ وزیر اعظم فتح بن خاقان اور خلیفہ زادہ عبداللہ بن معتز بڑی عزت کرتے تھے۔ اور جب کبھی مجلس میں آجاتے تو خلیفہ متوکل خود انکی تعظیم کرتے۔ بٹھاتے۔ وعظ سنتے۔ اور روتے۔ ایک مرتبہ لوگون نے اونکی بدگوئی کی۔ خلیفہ نے اونہیں مصر سے بلوا بھیجا۔ دربار میں آئے تو کچھہ زر گذاشت نہیں ہوئی لیکن جب انہون نے سر مجلس ان اجعض الظن[1] اثم کی تفسیر ایک دلگیر پیرایہ میں بیان میں بیان کرنا شروع کی تو خلیفہ بے اختیار ہو کر رونے لگا[2]

فضل وکمال یہہ عجیب بات ہے کہ ذوالنون کے فضل وکمال کا ہر طبقہ معترف ہے محدثین انکو شیخ الحدیث لکھتے ہیں۔ اور موطا کے رواۃ میں اُن کو شمار کرتے ہیں۔ شعراء انکو مخضرمین کا ہمپایہ سمجھتے ہیں[3] اہل تصوف طبقہ اول میں اونہیں جگہ دیتے ہیں[4] اور خلاصۃ کیمیا اون کی نسبت لکھتے ہیں کہ لہ آثار خصوصۃ فی الصنعۃ وعمل الرأس[5] والا کسیر التام۔

مزاج اور صورت وشکل:- مزاج بہت سادہ تہا۔ تمکنت نام کو بھی نہ تھی۔ کسی کام میں عذر نہ تہا اور بے تکلفون کی حاجت روائی اپنا فرض سمجھتے تھے۔ نحیف الجثہ تھے۔ دبلا پتلا بدن تہا۔ رنگ گورا سرخی مائل تہا۔ ڈاڑہی سفید نہ تھی

آثار قدیمہ - ذوالنون کو آثار قدیمہ دریافت کرنے اور اس کے رموز حل کرنے کا بڑا شوق تہا مصر کے قدیم خط ہیرو غلیف سے بھی اونکو واقفیت تھی۔ اور ہیرو غلافی کتابے روزمرہ اکثر پڑہتے۔ اور اوس کے معانی حل کرتے تھے[6]

[1] بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ ۱۲ [2] ابن خلکان جلد ا صفحہ ۱۰۱ ومحاضرات صفحہ ۳۷ [3] مصر کے نامور فاضل نقیب الاشراف سید توفیق آفندی نے ذوالنون کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں۔ [4] جواہر العلوم صفحہ ۳۲ [5] کتاب الفہرست مطبوعہ [6] خطط آثار مقریزی جلد اول ذکر عجائب مصر ... صفحہ ۱۳۹ و ۲۷۰ +

تصوف

صاحب جواہر العلوم لکھتے ہیں کہ تصوف میں اس قبیل مغربی سی تعلیم پائی تھی۔ لیکن ابن خلکان بشقران زاہد کو انکا شیخ طریقت بتاتے ہیں اُس زمانہ تک پیری مریدی رسم نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ارادتمند خاص طور پر اخلاقی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ اکثر صاحب استعداد مرد اور عورتین ذوالنون کی گرویدہ تھیں سہل بن عبداللہ تستری اور رابعہ عدویہ کو خاص عقیدت تھی خلیفہ متوکل پر جب کسی مذہبی تقریر کا اثر ہوتا۔ ذوالنون کو یاد کرتے تھے[1]

کیمیا کا شوق

ذوالنون کو خالد بن یزید کی صحیفہ صغیر وصحیفہ کبیر دیکھ کر کیمیا کا شوق ہوا۔ اور جابر بن حیان کے مقالات عشرہ سے (جس میں جابر نے فن کیمیا کے متعلق فیثاغورث۔ سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو۔ ارسجالس۔ ارکاغانیس۔ اموریس۔ دیمقراطیس اور جزی کی غلطیون کی تصحیح کر کے آخر میں خود اپنی رائے تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے) اس فن میں بڑی مدد ملی۔ اور انہیں کتابون کی اعانت سے حکماء سابقین کی تقلید سے آزاد ہو کر تجربہ پر اس فن کی بنیاد ڈالی۔

اجتہاد اور رائیں

ذوالنون کی کیمیاء کا مدار خود اُنکے تجربہ اور اجتہاد پر ہے[2] انکے نزدیک اعمال کیمیا کو افلاک سے بڑا تعلق ہے لیکن اونکی رائے میں فلک کے یہ معنی نہیں ہیں جو آجکل مشہور ہیں وہ کواکب اور مدار کو فلک کہتے ہیں جو طبائع اور عناصر کے طرح طرح کے تغیرات وانقلابات کی آخری حد ہو۔ افلاک کو عناصر کا آخری تغیر اس لئے کہتے ہیں کہ عناصر میں تدریجی ترقی ہوتی ہے ارضیت سے مائیت میں۔ مائیت سے ہوائیت اور پھر ناریت میں لیکن نہایت اعتدال سے جسمیں ہر ایک جسم بالقوہ مستعد ہو کر صعود خواہ ہبوط کے ذریعہ سے جسم منفصل میں مستحیل ہو جائے صعود میں جن اجسام کا استحالہ ہوگا۔ اون میں لطافت زیادہ ہوگی اور افلاک تک پہنچکر یہ استحالہ ختم ہو جائیگا خود افلاک کسی جسم میں مستحیل نہیں ہو سکتے۔

آجکل کے مذاق کے مطابق استحالہ کی کیفیت یون سمجھنی چاہیے کہ مثلاً پانی ایک ظرف میں رکہا ہو حرارت کا درجہ اگر تحت الصفر میں آگیا تو وہی جاری پانی ایک جسم جامد (یعنی برف) میں مستحیل ہو جائیگا اور اگر حرارت بڑہتے بڑہتے سو درجہ سے تجاوز کر گئی تو بخارات پیدا ہونگے اور پانی کی گیس (غاز) بن جائیگی اگر اس گیس کی تحلیل ہو تو ایک ایسا جزو محترق مل سکتا ہے جو لیمپ میں پیٹرول (مٹی کے تیل) کی طرح روشن ہو جائیگا بڑے بڑے شہرون میں سڑکون پر اسی ہوا کے گیس کی روشنی ہوتی ہے۔ جو دراصل ہیڈروجن یعنی وہ جزو۔ جس سے پانی کی تولید ہوا کرتی ہے۔

بڑی بات یہ معلوم کی کہ ہوا میں کوئی چیز ایسی ہے جس سے شعلے نکلتے ہیں سانس پیدا ہوتی ہے اور وہ نہ صرف کرہ ہوا میں ہے بلکہ تیز آب میں بھی اوس کا وجود ممکن ہے یہ رائے نہایت ہمت پر مبنی تھی اور بعد میں ال ابرو بیا کو میر قابر اپرٹ کے دریافت

[1] ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۱۔ [2] اجتہاد کی پوری بحث علم الکیمیا سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

میں ذوالنون کی اسی رائے سے مدد ملی۔

ذوالنون کی رائے میں سونا مرکب ہے اور اوس کے اجزاء ترکیبی میں زیادہ تر دو جزو کو دخل ہے[1] ایک تو لطیف پارہ دوسرا صاف رنگ کی گندہک لیکن یہ رائے ذوالنون کی نہیں جابر بن حیان کی ہے۔ ذوالنون نے اس طریقہ میں محض جابر کی پیروی کی ہے بہر حال کسی کی رائے بھی ہو صحیح رائے ہے پہلے اہل یورپ اسکے قائل نہ تھے لیکن اب فرانس کی کیمیکل سوسائٹی نے مان لیا ہے کہ سونا مرکب ہے بسیط نہیں ہے۔

انکشافات

کیمیا کے متعلق ذوالنون نے بہت سی باتیں دریافت کیں جن میں بعض باتیں موجودہ کیمسٹری کی جان ہیں۔ برودت اور حرارت کی مقدار کا مسئلہ پہلے غیر مشخص تہا ذوالنون نے دریافت کیا کہ حرارت کی کمی یا زیادتی سے جب کوئی ذریعہ مل سکے گا فوراً اون جسمون کی تعداد بڑہ جائیگی جنمیں خلاء استحالہ ممکن ہے اور یہ اس طریق پر ہو سکتا ہے کہ فلزات صلبہ سیال بنا لی جائیں۔ اون دنون یہ ایک معرکۃ الآراء بات تھی لیکن اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لوہا یا پلاٹینم (امریکن سلور) جیسی سخت دہاتیں بھی ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار درجہ تک کی حرارت سے پگہل سکتی ہیں۔ اور آزوت وآکسیجن کا پگہلانا بھی ۵ درجات حرارت تحت الصفر کم کرنے سے ممکن ہے۔ ذوالنون کی رائے میں ہوا کو پانی کی صورت میں لا سکتے ہیں[2] اور سخت وصلب بھی بنا سکتے ہیں مگر اسکا کوئی قاعدہ اونہون نے نہیں لکھا۔ یا لکہا ہو تو ہمیں معلوم نہیں آجکل اسکا قاعدہ یہ کہ ہوا سیال بنانا چاہو تو آزوت کے ۱۱۸ درجہ تحت الصفر سے کم آکسیجن کیلئے ۱۴۷ درجہ سے کم اور ہیڈروجن کیلئے ۲۴۰ درجہ سے حرارت کم کر دینی چاہیے اور ٹھوس ہوا بنانے کے لئے ہر تامیر سنٹیگراد سے فوق الصفر ہونا چاہیے۔

ذوالنون کو معلوم تہا کہ ہوا میں ایک ایسی کیفیت موجود ہے جس سے نباتات کو نشو ونما میں اور حیوانات کو زندگی میں مدد ملتی ہے ہوا میں جبتک یہ کیفیت بقدر معتد بہ رہتی ہے اوسکا وزن گران ہونا چاہیے اور جب کم ہو جاتی ہے تو ہوا کو ہلکا ہو جانا چاہیے[3]

ذوالنون نے نوین صدی عیسوی کے شروع میں اس مسئلہ کو دریافت کیا تہا اور اسی انکشاف کی بنا پر سترہوین صدی میں جان میو صاحب نے دریافت کیا کہ ہوا کی یہ دونون کیفیتیں آکسیجن اور نائیٹروجن ہیں بھاری آکسیجن اور ہلکا نائیٹروجن۔

تصنیف وتالیف

فن کیمیا میں ذوالنون نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں جنمیں سے اب اکثر کا نام ونشان مفقود ہے۔ ۳۷۷ھ تک بغداد میں بہت کتابیں موجود تھیں جنمیں دو کتابیں رکن اکبر۔ اور کتاب الثقۃ کا تذکرہ علامہ ابن الندیم نے بھی کیا ہے

وفات

ذوالنون نے ذیقعدہ سن ۲۴۵ ہجری میں وفات پائی بغداد میں جبتک خبر پہونچی تو اہل علم نہایت متاسف

[1] علم الکیمیا الحدیث للشیخ عبدالقادر العمادی صفحہ ۱۰۱ ذوالنون نے سونے کو جہان لکھا ہے آفتاب لکھا ہے اور جابر بھی لکھتے ہیں۔ محرم کے الندوہ صفحہ ۱۲ کے حاشیہ میں چاندی لقب آفتاب بتایا گیا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے یہ حاشیہ صاحب مطبع کا ہے [2] علم الکیمیا صفحہ ۱۷۱ [3] ملاحظہ ہو علم الکیمیا الحدیث صفحہ ۱۷ [4] علم الکیمیا صفحہ ۔

الحکم روزانہ کر دیا جائیگا؟

الحکم کو جاری ہوئے نوان سال گذر رہا ہے اس عرصہ مین اسنے قوم کی جو کچھ بھلی یا بری خدمت کی ہے وہ حق شناس قوم کے سمجھدار اور دقیقہ رس افراد سے مخفی نہین مین اس خدمت کو اپنی کسی **قابلیت** اور **دانش** کا نتیجہ نہیں سمجھتا **حاشا! وکلا!!**

یہہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس پاک خدمت کا ہی نتیجہ ہے جو مینے اللہ تعالےٰ کی تائید اور توفیق سے اختیار کی - کیونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو **آفاق** اور زمین کے کنارون تک پہونچانے کا خود مولیٰ کریم وعدہ کر چکا تہا پس جو شخص اس سلسلہ اشاعت تبلیغ مین حصہ لیتا ضرور تہا کہ اللہ تعالےٰ خود اس کا تکفل فرماتا اور اسکی تائید کے لئے سعید الفطرت دلون مین القا کرتا +

جسوقت الحکم جاری کیا گیا تہا - یعنے ۱۸۹۷ء مین وہ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ادعاء مسیحیت کا ابتدائی زمانہ تہا - جماعت قلیل اور اس مین اخبار اور اسکی ضرورت سے آشنا بہت ہی کم - میرا ذاتی رسوخ اور بہی کم - ایسی حالت مین جس قسم کے مشکلات اور ابتلاؤن نے مجہے مختلف اوقات مین دہمکیان دین وہ الحکم کی **تاریخ** مین یادگار رہین گے - اور جو لوگ اسکو یوم اجرا سے آجتک پڑہتے چلے آئے ہین - وہ ان سے ناواقف نہین - اللہ تعالےٰ کے **فضل** نے میری **دستگیری** کی اور محض اپنے برگزیدہ رسولؐ کے طفیل اس پودہ کو سرسبز کیا جس سے قوم نے اور مینے وہ **ثمرات** کہائے جو

تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ

کے مصداق ہین + ہزارون ہزار روحون نے الحکم کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے اس قایم کردہ سلسلہ کی حقانیت اور صداقت پر اطلاع پائی - اور ہزارون ہزار نے ان **کلمات طیبات** کے ذریعہ جو اس مین شایع ہوتے ہین اپنی بہت سی کمزوریون کی اصلاح کی +

غرض

الحکم نے قوم مین اخبار بینی کے **مذاق** کو یہانتک پیدا کیا کہ سب قوم اخبار کے بغیر رہ نہین سکتی اور یا تو ایک اخبار بہی نہ تہا اور یا اب محض خدا کے فضل سے دو ہفتہ وار اور ایک ماہواری رسالہ شایع ہو رہا ہے اور قوم ان سب کے اخراجات کو بڑی خوشی سے برداشت کر رہی ہے + مین جب **قوم** مین اخباری مذاق کی اسقدر **ترقی** کو دیکھتا ہون تو مجہہ سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اسلئے کہ اس **مذاق** کو پیدا کرنے مین جہانتک اسباب کو تعلق ہے اس حد تک الحکم کو **سابق** اور **اول** ہونے کا فخر حاصل ہے - گو مین اپنی سمجھ اور عقل اور تجربہ کے موافق کہلے الفاظ مین کہونگا - کہ جس منزل اور مقام تک اس **مذاق** کو پہونچنا چاہئے - ابہی اس سے بہت دور ہے + اخبار بینی کے مذاق کے ساتہہ **اخبار نویسی** کا مذاق بہی ہونا ضروری ہے جسکی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ وہ بہی پیدا کر ہی دیگا -

المختصر

اخبار ایک زبردست طاقت ہے اور قومی ترقی اور حقوق قوم کی حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور میری اپنی رائے اور خیال میں **ہماری قوم ہی ایک قوم** جسکو اخبار کے ذریعہ بہت بڑا فائدہ اٹہانا چاہئے اور اسی قوم مین اصل **وقعت** اور **عظمت** اخبار کی پیدا ہونی چاہئے - کیونکہ اس قوم کے اغراض اور مقاصد دوسری قومون کے برخلاف بالکل الگ اور جدا ہین -

وہ پولیٹکل (ملکی) معاملات سے بالکل جُدا رہ کر اس **مقصد** کو حاصل کرنا چاہتی ہے جو آفرینش انسان کی اصل **غایت** اور **مقصود** ہے اور جو انسانیت کا **خاصہ** اور **منشاء** ہے اور جس **مقصد عظیم** کو قایم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ بندہ

مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کے نام سے بہیجا ہے جو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے کل راستبازون اور مرسلون کا **موعود** ہے - پس جس عظیم الشان انسان کا زمانہ ہم نے پایا ہے اور خدا کے فضل نے ہمین اسکا تک پہونچا بہی دیا ہے پہر ہماری کسقدر **بدقسمتی** اور **محرومی** ہوگی اگر ہم اس سے تعلق رکہہ کر بہی اس سے دور اور اس کے مقاصد و اغراض سے ناواقف اور ناآشنا ہون ؟

اگر

ہم اس **وجود** پاک اور اس کے کلمات کی قدر کرنے والے ہین تو ناممکن ہے کہ ہم **اخبار** ضرورت کو اپنی جسمانی حوائج اور ضرویات سے بڑہ کر اور مقدم سمجہ لین - اس صورت اور حالت پر قیاس اور غور کر کے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اخبار

ہماری سنتہ ضروریات کو سبعہ ضروریات

بنا دینے والا ہو - اور جیسے اسکی روزانہ ضرورت ہے ویسے ہی زندگی کا جزو لاینفک ہو کر اسکی بہی

روزانہ ضرورت ہی

اسی غرض اور مقصد کو مد نظر رکہکر مینے محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بہروسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے الحکم کا ایک

روزانہ اڈیشن

شایع ہو - مین جانتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ اخبار کے روزانہ ہونے کی صورت مین کسقدر **محنت** کسقدر **اخراجات** کا بوجہہ مجہہ پر پڑیگا اور مین اس سے بہی ناواقف نہین کہ ہفتہ وار کی صورت مین بہی آئے دن توقف و تعویق کے عذر بقایا داران کے نام نوٹس اور مالی مشکلات کی شکایات کا ایک سلسلہ چلا جاتا ہے تو **روزانہ** کر دینے کی صورت مین ان مشکلات اور عذرات سے رہائی کیونکر ہوگی؟ سمجہدار اور نکتہ رس بزرگ کہین گے کہ اس سے تو بہتر ہے کہ **ہفتہ واری** کو باقاعدہ اور وقت پر نکالا جاوے مین ان تمام اعتراضات کو **تسلیم** کرتا ہون اور انہین مضبوط پاتا ہون لیکن مین ایسی صورت پیش کرتا ہون جو ناظرین اور سرپرستان الحکم کے لئے تسلی کا موجب ہوگی - اور وہ یہ ہے کہ مین اس کام کو **امتحاناً** کرنا چاہتا ہون اور عالم السر والخفی میری **نیت** کو دیکہتا ہے کہ وہ کیسی ہے +

اگر قوم اس ضرورت کو محسوس کرتی ہی اور اسے کرنا چاہئے اگر وہ اپنی روحانی ضروریات کو دنیوی ضروریات پر مقدم کر سکتی ہے اور اسے کرنا چاہئے تو کوئی وجہ نہین ہو سکتی کہ **روزانہ** کے اجرا مین مجہے مایوسی اور ناکامی ہو - لیکن اگر قوم نے توجہ نہ کی اور اس نے اپنی جسمانی ضروریات کے بیسیون اور بعض صورتون مین صدہا روپیہ ماہوار کے اخراجات کیساتہہ اپنی اخلاقی اور روحانی بہلائی اور **غذائے روح** کے لئے **دو روپیہ** ماہوار نثار کرنے کی بہی جرأت نکی تو البتہ مجہے اس ارادہ سے باز آ کر کسی دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑیگا - روزانہ کے **اجرا** مین **میرا قوم** کے ساتہہ سب سے پہلا **معاہدہ** یہہ ہوگا کہ روزانہ کے لئے ایک حبہ بہی انشاء اللہ العزیز کسی سے

پیشگی نہ لونگا

اور اگر کوئی پرچہ کسی وجہ سے شایع نہو سکے گا تو اسکی قیمت بہی

مجرا نہ لیجاویگی

ایسی صورت مین آپ اندازہ کر سکتے ہین کہ اس ورزش کے اجرا کے لئے مین کس **محنت** اور **جانفشانی** سے سعی کرونگا ہان اس مین برکت ڈالنا اور توفیق عطا کرنا یہہ میرے اختیار سے باہر ہے یہہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم پر موقوف ہے اگر مجہے یہہ توفیق مل گئی تو مین اپنے لئے بڑا **خوش قسمت** سمجہونگا اگر ابہی موقع نہین آیا تو خدا تعالےٰ کے فضل کے وقت کا انتظار کرون گا - جب تک وہ چاہے اور راہ کہولے -

بہر حال

اگر مین زندہ رہا اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے میری مدد کی تو جنوری **۱۹۰۶ء** سے مین انشاء اللہ العزیز الحکم کو

روزانہ کر کے

دیکہہ لونگا + اب مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس روزانہ اخبار کی صورت کیا ہوگی ؟ سردست یہہ روزانہ الحکم کی موجودہ تقطیع کے ½ سایز کے آٹہ صفحون پر شایع ہوگا جسکے مضامین کی تقسیم یہہ ہوگی -

۱ - حضرت اقدس کی ڈائری یعنے روزانہ حالات اور آپ کے کلمات طیبات - روزانہ الہامات (اگر ہون)

۲ - قومی ضرورتون پر چہوٹے چہوٹے نوٹ اور مناسب آرٹکل -

۳ - روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹس - (یاد رہے کہ یہ نوٹ اڈیٹر الحکم انشاء اللہ خود لکہا کریگا - اور الحکم کے ناظرین سمجہ چکے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اسے ان نوٹس کی ترتیب کا ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے ولِلّٰہ الحمد -)

۴ - سلسلہ عالیہ کی روزانہ خبرین -

۵ - متفرق مضامین -

مضامین کی یہ ترتیب ہمیشہ قایم رکہنے کی کوشش کی جاویگی - حضرت اقدس کے روزانہ حالات اور کلمات اور الہامات کو سب سے مقدم کیا جاویگا اگر کسی دن سارے اخبار مین یہی مضمون آ سکے گا تو باقی مضامین ملتوی کئے جائین گے -

روزانہ الحکم کی اشاعت ہفتہ وار الحکم کی اشاعت مین کوئی فرق پیدا نہ کرے گی بلکہ وہ بدستور شایع ہوتا رہیگا ہان ان لوگون کی سہولت اور آسانی کے لئے جو روزانہ نہ خرید سکین لیکن ہفتہ مین دو بار یا تین بار یا ہفتہ وار روزانہ کا مجموعہ لینا چاہین خاص انتظام بہی کیا جاویگا انشاء اللہ

مگر

یہہ یاد رہے کہ روزانہ کا اجرا فی الحال مشروط ہوگا کم از کم **ایک سو** درخواستون کے آجانے پر -

اور جب تک ۶۰۰ خریدار نہ ہو جاوین روزانہ کی قیمت عما ماہوار ہوگی جو ہر مہینہ کے ختم ہونے پر دوسرے مہینے کے شروع مین بذریعہ قیمت طلب وصول کیجائیگی گویا اخبار کی قیمت بشرح مابعد لی جائیگی - اخبار پہلے دیا جائیگا قیمت پیچھے وصول ہوگی - جو صاحب ہفتہ مین تین بار لین انسے عـ۱۲ـہ اور دو بار لینے والون سی عـ۱۰ـہ سالانہ لیا جاویگا اور روزانہ کے ہفتہ وار مجموعہ کی قیمت سالانہ ملـ۶ـہ ہوگی - لیکن ۶۰۰ خریدارون کے بعد قیمت عـ۱۲ـہ سالانہ اور عـ۹ـہ اور عـ۷ـہ سالانہ علی الترتیب کردیجاویگی - جمعہ کا اخبار کبھی شایع نہ ہوگا - اور سال کے آخری ہفتہ کی رخصت ہوا کرے گی +

پس

جو صاحب دل سے اس روزانہ کے اجرا کے خواہشمند ہین اور حضرت حجۃ الاسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات کے خواہشمند ہین وہ اس وقت اپنی درخواستین بھیجکر میری حوصلہ افزائی کرین کیونکہ روزانہ کے اجرا کے انتظام کے لیئے ایک مہینہ پہلے سے کام شروع ہوگا - اسلیئے اگر ۱۵ - دسمبر تک بھی سو درخواستین آگئیں - تو مین یکم جنوری سے انشاءاللہ اسے شروع کردونگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ختم کرنیسے پہلے مین اپنے محترم مخدوم **مولوی عبدالرحیم صاحب میرٹھی** کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون جنہون نے میرے اس ارادے اور تجویز کی پرزور الفاظ مین تائید کی اور

پانچ خریدارون

کی درخواست کی - اب گویا ۹۵ ہی درخواستین اجرا کے لئے ضروری ہین -

راقم

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم
قادیان دارالامان

۲۶ ستمبر قبل دوپہر

فرمایا

یہ بھی غنیمت ہے کہ انسان اسجگہ کی صحبت کو غنیمت سمجھے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہان آنے یا رہنے سے دنیاوی کاروبار مین ہرج ہوگا وہ بیمار ہے اسکو اس بیماری کا علاج کرنا چاہیئے دنیا کے کام تو کبھی ختم نہین ہوتے اور نہ ہو سکتے ہین جب تک خود انسان خدا سے توفیق پا کر ان کا خاتمہ نکردے -

ابھی ہماری جماعت کو سمجھنے کے لیئے بہت سی باتین ہین رفتہ رفتہ تحریک ہوتی ہے کسی مجمع مین کوئی تحریک ہوگئی اور کسی مین کوئی + اس لیئے جب تک یہان انسان ایک عرصہ تک نرہے یا کثرت کے ساتھ نہ آتا رہے کم فائدہ ہوتا ہے - اور یہ بڑی خامی اور بیقدری ہوتی ہے اور سلسلہ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے جب ایک شخص سلسلہ مین داخل ہوتا ہے اور وہ توجہ کے ساتھ ان مسائل پر جو ہم پیش کرتے ہین نظر نہین کرتا اور پھر اگر اس سے کوئی سوال کرتا ہے تو اسے چپ ہونا پڑتا ہے - اسلیئے ضروری ہے کہ ہماری کتابون کو غور سے پڑہین اور فکر کرین اور یہان رہین اور ان ایام کی قدر کرین -

جو لوگ اس سلسلہ مین داخل ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین وہ سمجھہ سکتے ہین کہ کیا یہہ دن وہ نہین ہین جنکے لیئے بہت سے سعید لوگ حسرت کرتے چلے گئے ہین اور یہ امور کتابون مین درج ہین کہ کسطرح ہزارون روحین اس آرزو مین اس دنیا سے رخصت ہوئین کہ وہ **مسیح موعود** کے زمانہ کو پالیتین -

مگر اس زمانہ کے لوگ جس طرح پر ان ایام کی قدر نہین کرتے اور مخالفت سے پیش آتے ہین کیا تعجب اگر وہ یہہ زمانہ پاتے تو وہ بیسر ہو جاتے -

اسیطرح پر آجکل لوگ کہا کرتے ہین کہ اگر ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہوتے تو ہم اسطرح خدمت کرتے اور یہہ اخلاص دکہاتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے لیکن سچ یہی ہے کہ اگر یہہ لوگ اسوقت ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بھی وہی سلوک کرتے جو آجکل ہمارے ساتھہ کر رہے ہین - زمانہ کی معاصرت بھی ایک روگ ہے اس سے لوگون کے دل تنگ ہو جاتے ہین یہہ بھی ایک رنگ کا ابتلا ہے -

ذوالنون مصری ایک باکمال شخص تھا اور اسکی شہرت باہر دور دور پہونچی ہوئی تھی ایک شخص اسکے کمال کو سنکر اس سے ملنے کے واسطے گیا - اور گھر پر جاکر اسے پکارا تو اسکو جواب ملا کہ خدا جانے کہان ہے نہین بازار مین ہوگا وہ جب بازار مین ان کی تلاش کرتا ہوا پہونچا تو وہ بازار مین معمولی طور پر سادگی سے کچھہ سودا خرید رہا تہا - لوگون سے پوچھا تو انہون نے بتایا کہ وہ **ذوالنون** ہے اسنے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ پستہ قامت آدمی ہے معمولی سا لباس ہے چہرہ پر کچھہ وجاہت نہین معمولی آدمیون کی طرح بازار مین کہڑا ہے اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک معمولی آدمی ہے ذوالنون نے اسکو کہا کہ تو کس لیئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے ذوالنون نے اسکے مافی الضمیر کو دیکھہ لیا اسلیئے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے تجھے کچھہ دکہائی نہین دیتا ایمان تب سلامت رہتا ہے کہ باطن پر نظر رکھی جاوے کہتے ہین لقمان بھی سیاہ منظر تھے - یہی وجہ ہے جو لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندون اور برگزیدون کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے کیونکہ انمین بشریت ہوتی ہے اور انکے پاس جانے والے لوگون مین سے اکثر ایسے ہی ہوتے ہین جو اپنے دل مین انکی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہین لیکن جب انکے پاس جاتے ہین تو وہ اسکے برخلاف پاتے ہین جس سے بعض اوقات وہ ٹہوکر کہاتے ہین اور انکے اخلاص اور ارادت مین فرق آجاتا ہے اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہول کر بیان کردیا - کہ قل انما انا بشر مثلکم -

یعنے کہد کہ بے شک مین تمہارے جیسا ایک انسان ہون - یہہ اسلیئے کہ وہ لوگ اعتراض کرتے تھے وقالوا مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق اور انہون نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کہانا کہاتا ہے اور بازارون مین بھی چلتا پہرتا ہے - انکو آخر یہی جواب دیا گیا کہ یہہ بھی ایک بشر ہے اور بشری حوائج اسکے ساتھہ ہین اس سے پہلے جسقدر نبی اور رسول آئے وہ بھی بشر ہی تھے -

یہ بات انہون نے بنظر استخفاف کہی تھی - وہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی بازارون مین عموماً سودا سلف خریدا کرتے تھے - انکے دلون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو نقشہ تھا وہ تو نری بشریت تھی جس مین کہانا - پینا - سونا - چلنا پہرنا وغیرہ تمام امور اور لوازم بشریت کے موجود تھے - اسواسطے ان لوگون نے رد کردیا - یہہ مشکل اسلیئے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ اپنے دل سے ہی ایک خیالی تصویر بنا لیتے ہین کہ نبی ایسا ہونا چاہیئے - اور چونکہ اس تصویر کے موافق وہ اسے نہین پاتے اس لحاظ سے ٹہوکر کہاتے ہین - یہ مرض یہان تک ترقی کر گیا ہے کہ بعض شیعون کا بعض ائمہ کی نسبت خیال ہے کہ وہ منہ کے راستہ پیدا ہوئے تھے - لیکن یہ باتین ایسی ہین کہ ایک عقلمند انکو کبھی قبول نہین کرسکتا بلکہ ہنسی کرتا ہے اصل یہ ہے کہ جو شخص گذر جاوے اسکی نسبت جو چاہو تجویز کرلو کہ وہ آسمان سے اترا تہا یا منہ کے راستہ پیدا ہوا تہا - لیکن جو موجود ہین انمین بشری کمزوریان موجود ہین وہ روتا بھی ہے کہاتا بھی ہے اور پیتا بھی ہے غرض ہر قسم کی بشری .... ضرورتون اور کمزوریون کو اپنے اندر رکہتا ہے اسکو دیکھہ کر ان لوگون کو جو انبیاء ورسل کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہین گہبراہٹ پیدا ہوتی ہے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالےٰ کو انکے اس قسم کے اعتراضون کا رد کرنا پڑا - اور قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ - کہنا پڑا - یعنے مجھہ مین بشریت کے سوا جو امر تمہارے اور میرے درمیان خارق اور مابہ الامتیاز ہے - وہ یہ ہے کہ مجھہ پر اللہ تعالےٰ کی وحی آتی ہے دوسری جگہ قرآن شریف مین یہہ اعتراض بھی منقول ہوا ہے کہ یہ تو بیویان کرتا ہے اسکے جواب مین بھی اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا نہین جو بیوی نرکہتا ہو + غرض ایسی باتون سے دہوکا نہین کہانا چاہیئے -

اسی طرح پر بعض لوگ حج کو جاتے ہین اسوقت انکے دل مین بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہین - اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لیکر واپس نہین آتے ہین - بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بھی گئے گذرے ہو جاتے ہین ؎

سہل ہست رفتن بہ ارادت
مشکل ہست آمدن بہ ارادت

واپس اگر انکے اخلاق مین کوئی نمایان تبدیلی نہین ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچھہ الٹی تبدیلی ہو جاتی ہے وہ جانیسے پہلے سمجھتے ہین کہ خانہ کعبہ مین ایک عظیم الشان تجلی نور کی ہوگی اور وہان سے انوار و برکات نکلتے ہونگے اور وہان فرشتون کی آبادی ہوگی لیکن جب وہان جاتے ہین تو کیا دیکھتے ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ خانہ کعبہ جسکی تصویر انہون نے اپنے خیال اور ذہن سے کچھہ اور ہی قسم کی تجویز کی تہی وہ محض ایک کوٹھا ہے اور اسکے ہمسایہ مین جو لوگ رہتے ہین انمین بعض جرائم پیشہ بھی ہین وہ دنگہ فساد بھی کرلیتے ہین اور اکثر انمین ایسے مفسد طبع دیکھے جاتے ہین کہ بعض خام طبیعت کے آدمی انہین دیکھکر مرتد ہو جاتے ہین -

ایسے لوگون کو دیکھہ کر وہ نتیجہ نکال لیتے ہین کہ یہان

کی ساری آبادی کا یہی حال ہے اور کل عرب ایسے ہی ہیں اور اسطرح انکے دل میں کئی قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ نہ وہاں وہ تجلی انوار و برکات کی دیکھتے ہیں جو انہوں نے بطور خود تجویز کر لی تھی اور نہ ملائک کی بستی پاتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود خام طبع ہوتے ہیں اسیوجہ سے وہ ٹھوکر کھاتے ہیں - یہ انکی اپنی غلطی ہے جو وہ ایسا سمجھ لیتے ہیں اس میں خانہ کعبہ کا کیا قصور! یہہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ خانہ کعبہ میں سارے قطب اور ابدال اور اولیاء اللہ ہی رہتے ہوں - خانہ کعبہ نے اس وقت بھی تو گذارہ کر ہی لیا تہا - جب اسکے چاروں طرف بت پرست ہی بت پرست رہتے تھے اور خود خانہ کعبہ بتوں سے بہرا ہوا تہا -

اس میں کچھہ بھی شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی میں کوئی کلام اور شبہ نہیں - پہلی کتابوں میں بھی اسکی بزرگی کا ذکر ہے مگر یہہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھہ سے نظر نہیں آسکتے اسکے لئے دوسری آنکھہ کی حاجت ہے اگر وہ آنکھہ کہلی ہو تو یقیناً انسان دیکھہ لیگا کہ خانہ کعبہ میں کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہیں -

ایک زمانہ تہا کہ وہ بتوں سے بہرا ہوا تہا اور اسکے زائرین میں ابو جہل جیسے شریر تھے پھر انسے مقابلہ کر کے اگر ایسے خام طبع لوگ کوئی بات کہتے تو انہیں شرمندہ ہونا پڑتا - کیونکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو وہ لوگ جو بیت اللہ کے جوار میں رہتے ہیں عوام سے ہزارہا درجہ اچھے ہیں اور یہ امر مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے حقیقت میں کثرت کے ساتھہ انمیں نیک اور اچھے لوگ ہیں اور انکو دیکھہ کر آدمی سمجھہ سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاورت نے انکو بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے -

یہہ تو قانون قدرت ہی نہیں کہ دنیا میں اگر فرشتے آباد ہوں پہر ایسا خیال کرنا کیسی غلطی اور نادانی ہے - انسانیت کے لازم حال زلات تو ضرور ہیں - پس مکہ میں جب انسان آباد ہیں تو انکی کمزوریوں پر نظر کر کے مکہ کو بد نام کرنا یا اسکی بزرگی اور عظمت کی نسبت شک کرنا بڑی غلطی ہے - سچ یہی ہے کہ کعبہ کی بزرگی اور نورانیت دوسری آنکھوں سے نظر آتی ہے جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے - ؎

چو بیت المقدس درون پر ز تاب
رہا کردہ دیوارِ بیرون خراب

اولیاء اللہ کی بھی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان میں تکلفات نہیں ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں -

انکے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہیں ہوتا - مگر اسوقت اگر پیرزادوں اور مشایخوں کو دیکھا جاوے تو انمیں بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہیں انکا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو - گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امت محمدیہ ہی میں سے نہیں ہیں ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے انکی پوشاک دیکھو تو اس میں خاص قسم کا تکلف ہوگا - نشست برخاست اور ہر قسم کی حرکات میں ایک تکلف ہوگا - یہانتک کہ لوگوں سے ملنے جلنے اور کلام میں بھی ایک تکلف ہوتا ہے انکی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف سے ہی وابستہ سمجھتے ہیں - برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے -

وما انا من المتکلفین

اور ایسا ہی دوسرے تمام انبیاء و رسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تھے ان کے قول و فعل میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہ ہوتی تہی - مگر ان کے چلنے پہرنے اور بولنے میں تکلف ہوتا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اپنی شریعت جدا ہے جو اسلام سے الگ اور مخالف ہے بعض ایسے **پیر** بھی دیکھے گئے ہیں جو بالکل **زنانہ لباس** رکہتے ہیں یہانتک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتہوں میں چوڑیاں بھی رکہتے ہیں پہر ایسے لوگوں کے بھی بہت سے مرید پائے جاتی ہیں اگر کوئی انسے پوچھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تہی تو اسکا کوئی جواب انکے پاس نہیں ہے -

وہ ایک نرالی شریعت بنانا چاہتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہیں -

میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قسم کی باتیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں بلکہ ان لوگوں نے یہ امور بطور رسوم ہندؤوں سے لئے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو انہیں سے لی گئیں ہیں جیسے **دم کشی** وغیرہ - خوب سمجھو کہ یہہ امور اسلام کے بالکل برخلاف ہیں اور ان سے کوئی بھی مطلب اور مراد حاصل نہیں ہوسکتی اصل غرض تو انسان کی یہ ہونی چاہیئے تہی کہ دل پاک ہو جاوے - اور ہر قسم کے گند اور ناپاک مواد جو روح کو تباہ کرتے ہیں دور ہو جاتے - تا کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور برکات نازل ہونے لگیں اگر یہہ امر حاصل نہیں تو پہر نرے تکلفات کو لیکر کیا کرو گے ÷ تمہارا **مقصود** ہمیشہ یہی ہونا چاہیئے کہ جسطرح ممکن ہو دل صاف ہو جاوے اور **عبودیت** کا منشاء اور مقصد پورا ہو - اور خطرناک زہر جو گناہ کی زہر ہے جس سے انسان کی روح ہلاک ہو جاتی ہے اس سے **نجات** ملے اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ ایک صاف اور سچا تعلق پیدا ہو جاوے - مگر یہہ باتیں تکلف سے حاصل نہیں ہوسکتی ہیں ان کے حصول کا ذریعہ تو وہی **اسلام** ہے جس میں سادگی ہے - یقیناً یاد رکھو کہ اسلام میں اللہ تعالےٰ نے ایسی سادگی رکہی ہے کہ اگر دوسری قوموں کو اسکی حقیقت پر اطلاع ہو تو وہ اس کی سادگی پر رشک کریں ایک سچے مسلمان کے لئے کچھہ ضرور نہیں کہ ہزار دانہ کی تسبیح اسکے ہاتہہ میں ہو اور اس کے کپڑے بہگوے یا سبز یا اور کسی قسم کے رنگین ہوں - اور وہ خدارسی کے لئے **دم کشی** کرے یا اور اسی قسم کے حیلے حوالے کرے ÷ اس کے لئے ان امور کی ہرگز ہرگز ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ سب امور زایدہ ہیں اور اسلام میں کوئی امر زائد نہیں ہوتا ہاں یہ سچ ہے کہ **اسلام** چاہتا ہے کہ تم اندرونی طور پر بڑی بڑی ترقیاں کرو اور اپنے اندر خصوصیتیں پیدا کرو - بیرونی خصوصیتیں نری ریاکاریاں ہیں اور ان کی غرض بجز اسکے اور کچھہ نہیں کہ لوگوں پر ظاہر کیا جاوے کہ ہم ایسے ہیں اور وہ رجوع کریں - امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیرزادوں اور فقیروں کے عجیب عجیب حالات لکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ افسوس ہے بڑی ابتری پہیل گئی ہے کیونکہ یہہ فقیر جو اس زمانہ میں پائے جاتی ہیں وہ فقیر اللہ نہیں ہیں بلکہ **فقیر الخلق** ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہر حرکت و سکون لباس - خورد و نوش اور کلام میں حکمت عملی کرتے ہیں -

مثلاً کپڑوں کے لئے وہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہم عام غریبوں کی طرح گزی گاڑہے کے کپڑے پہنیں تو وہ عزت نہوگی جو امرا سے توقع کی جاتی ہے وہ ہمکو کم حیثیت اور ادنےٰ درجہ کے لوگ سمجھیں گے - لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہیں تو پھر وہ ہمکو کامل دنیادار سمجھکر توجہ نکریں گے - اور دنیادار ہی قرار دیں گے اسلئے اس میں یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلےٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لئے - لیکن انکو رنگ دے لیا - جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے -

اسیطرح حرکات بھی عجیب ہوتی ہیں مثلاً جب بیٹھتے ہیں تو آنکھیں بند کر کے بیٹھتے ہیں اور اس حالت میں لب ہل رہے ہیں گویا اس عالم ہی میں نہیں ہیں حالانکہ طبیعت فاسد ہوتی ہے نمازوں کا یہ حال ہے کہ بڑے آدمیوں سے ملیں تو بہت ہی لمبی لمبی پڑہتے ہیں - اور بطور خود سرسے ہی نہ پڑہیں - ایسا ہی روزوں میں عجیب عجیب حالات پیش آتے ہیں - مثلاً یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ نفلی روزے ہم رکہتے ہیں - وہ یہہ طریق اختیار کرتے ہیں کہ جب کسی امیر کے ہاں گئے اور وہاں کہانے کا وقت آگیا اور کہانا رکھا گیا تو یہہ کہدیتے ہیں کہ **آپ کہائے مجھے کچھہ عذر ہے** - اسکے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوئے کہ مجھے روزہ ہے اس طرح پر وہ گویا اپنے روزوں کو چھپاتے ہیں اور دراصل اسطرح پر ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہر کریں کہ ہم نفلی روزے رکہتے ہیں -

غرض

انہوں نے اپنے زمانہ کے فقرا کے اس قسم کے بہت سے گند لکھے ہیں اور صاف طور پر لکھا ہے کہ ان میں تکلفات بہت ہی زیادہ ہیں - ایسی حالت اس زمانہ میں بھی قریب قریب واقعہ ہو گئی ہے - جو لوگ ان پیروں اور پیرزادوں کے حالات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ قسم کے تکلفات اور ریاکاریوں سے کام لیتے ہیں - مگر اصل بات یہ ہے کہ **جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور اسی سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے درست کرتا ہے** اور اسطرح پر درست کرتا ہے جسطرح اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے لیکن **جو شخص مخلوق سے ڈرتا اور مخلوق سے ہی امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو مخلوق کے لئے درست کرتا ہے** -

خداوالوں کو مخلوق کی پروا نہیں ہوتی بلکہ وہ اسے مرے ہوے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں اسلئے وہ ان بلاؤں میں نہیں پہنسنے -

(باقی آیندہ)

مراسلت

(جواب نوٹس مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)

مکرم شفیق معظم رفیق مخدوم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ۔ بعد اہدائے تحیت سلام سنت خیر الانام مشہود ضمیر مہر تنویر ہو۔ مین آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی کلفتون سے رہائی بخشی۔ اب مکلف ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی امرتسری نے پرچہ اہل حدیث بابت ۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین میرے نام ارسال کیا ہے جس مین برائے نام اوس مضمون کا بطور **نوٹس** جواب دیا ہے جواب کیا دیا ہے صرف منہ چڑایا ہے مولوی ثناء اللہ نامبردہ کو معلوم ہو کہ مین ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتا مین کوئی درویش مکتب نہین ہون بفضل خدا ساہوکار ہون ساہوکار کا بیٹا ہون بوقت ضرورت جہان مناسب سمجھونگا روپیہ جمع کرادونگا اور نیز آپ کو جتلادونگا کہ ہر ایک وقت شکار کرنا مشکل ہے آپ تو اپنے کپڑون سے باہر ہوئے جاتے ہین اور دعوے مرد میدان بننے کا کرتے ہین **مولوی صاحب** آپ تو ذرا ذرا سی بات پر ہمارا دل دکھانے کو تیار ہوتے ہین اور ہم نے تو ابھی تھوڑا سا اشارہ کیا ہے جسپر آپ نے جھٹ پٹ روپیہ گنوانے کی درخواست میرے نام بھیجدی ہے۔ حوصلہ کرو داموں کی رو تھے آخر دامون سے مانگیے مگر آپ التانی من الرحمان پر عمل کرو انشاء اللہ العزیز مین آپ کا پورا حساب دیکر گھر تک پوہنچا ونگا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پرچہ ۱۴۔ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین منقبیب سے آپ نے درج کرلیا ہے " کہ نواح تیجہ مین ایک مرزائی مولوی بھاگ گیا کیونکہ اوسنے آپ کو جواب دیا کہ اگر مباحثہ کرنا ہے تو پندرہ روز مورچہ بندی کرو تو ہم آئینگے کیون نہو۔ نہ نو من تیل ہو نہ رادہا نا چے " مولوی صاحب اب آپ اس آخری فقرہ کو واپس لین کیونکہ آپ نے گمان کیا ہے کہ نہ پانچسو روپیہ جمع کرینگے اور نہ ہمین اس امر کی جوابدہی کی نوبت پوہنچیگی کہ مرزا صاحب نے کہان رسولخدا کی ہمسری کا دعویٰ کیا ہے بحکم قعفی دجل علے نفسہٖ اپنا فقرہ (نہ نو من تیل ہو نہ رادہا نا چے) ورد زبان کرین اور ساتھہ ہی یہ بھی تبلادین کہ نقطہ وہ بھاگا جو آپ نے لکھا ہے

سراسر کذب ہے یا نہین۔ کیا پندرہ روز نہ سہی پانچ روز ہی صحیح سلامت آپ بمقام تیجہ معلوم ٹھہرے پھر ایمان سے بتلاؤ کہ کون بھاگا۔

دوئم آپ نے پرچہ اہل حدیث ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء مین درج کیا ہے کہ **پانسو کی عوض پانچ پیسہ ہی دینے کا وعدہ کرے تو ہم اوسکو معیار الاخیار ص۳ سے او دافع البلاء کے ہر ایک صفحہ سے دکھا دینگے**۔ سو مین نے آپ کو پانسو دینے کا وعدہ کر دیا ہے اب آپ دکھا دین مردون کے بول پورے ہونے چاہئین برخلاف وعدہ یہہ عذر بدتر از گناہ مبلغات جمع کرائی جائین تو دکھا ئینگے اب سر پڑی تو پانسو جمع کرانا یاد آیا یہ تو **مشت بعد از جنگ** کا مصداق ہے

سوئم آپنے اسی پرچہ اہل حدیث ۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین بجواب **مرزا حیرت** صاحب دہلوی تحریر کیا ہے کہ " ہم نے آپکے قومی بھائی (مرزا صاحب قادیانی) کا انعام ایک لاکھہ پندرہ ہزار انکے آسمانی نکاح کی تنبول مین جمع کرا دیا ہے آپ کا مبلغ پانچسو بھی آپ کی کمپنی مین بغیر حصہ لینے کے جمع کرا دینگے "

سو مین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ جس بنک گھر مین آپ نے یہ ایک لاکھہ ساڑھے پندرہ ہزار جمع کرا دیا ہے اوسی مین میتے بھی آج کی تاریخ سے پانچسو جمع کرا دیا ہے آپ وہان سے اطلاع پاکر ہمارا مطالبہ دکھا دینگے۔ اسکے بعد وہ جمع کرایا آپ کو بالضرور مل جاویگا حوصلہ نہ ہارین۔

چہارم اگر یہہ سب کچھہ آپ کا زبانی جمع خرچ نہین تو آپ یون بھی حساب لے سکتے ہین کہ ایک لاکھہ پندرہ ہزار جو ہمارا روپیہ آپنے جمع کرا دیا ہے اوس مین سے پانچسو اپنی منظور نظر منشی حبیب اللہ بیوپاری وغیرہ کے پاس جمع کرا دین تاکہ تسکین خاطر حزین ہو۔ ہماری طرف سے اجازت ہے اور اگر یہ تمام کاروبار آپ کا صرف زبانی جمع خرچ ہے اور **مشعبد صفت کیسہ دوست پاک** ہے اور صرف تمسخر اور استہزاء کو ہتکنڈا بنایا ہے تو مین اس آیت کو ورد زبان کرتا ہون اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین کیونکہ ہمارے کام کی بنیاد جد پر ہے نہ ہزل پر یہ عمل آپ کا زیر آیت لایسخر قوم من قوم کفر کی بات ہی

پنجم ۔ آپ نے رسالہ الہامات مرزا کے سرورق مین اشتہار دیا ہے کہ **اس رسالہ کا جواب دین تو مبلغ پانسو روپیہ انعام ان کی پیشکش کیا جاویگا بشرطیکہ**

منصف مسلم الفریقین انکی حقیت فیصلہ دے محض کسی کتاب کا لکھہ دینا کافی نہین۔ آپ کو بخوبی یاد ہے کہ یہ روپیہ آجتک آپ نے جمع نہین کرایا کیونکہ مشروط بشرط تھا مگر آپ کے اس عمل سے اس امر کا جواز نکل آیا کہ روپیہ جمع کرانا ضروری نہین بلکہ التزام مالایلزم ہے۔ ایسا ہی ہمارا قول بھی مشروط بشرط ہے دوبارہ مطالعہ کرو وعلیٰ ہذا القیاس صرف آپ کا دکھا دینا کافی نہین بلکہ جب آپ دکھا ئینگے۔ تو ہم پہلے صوفیہ کرام اور اولیاء عظام اور انبیاء علیہم السلام کی تحریر اور تقریر سے اوس کی دلائل ونظائر پیش کرینگے اور نیز متقدمین علماء راسخین مسلم الفریقین کی کتب پر فیصلہ کلا الکر انصاف کرائینگے پھر اگر وہ فیصلہ آپ کے حق مین بہتر ہوگا تو بلا عذر و حیلے آپ کو پانسو معلوم دینیکے ذمہ وار ہونگے اگر مرد میدان ہین تو دکھلائے اور پانسو کی عوض پانچ پیسہ کیا ایک لاکھہ ساڑھے پندرہ ہزار لیجائے بدون اس کے حرط قتاد ہے اور دعوے بے بنیاد۔

مولوی صاحب آپ کو غور عمیق کرنے کی حاجت نہین سہل سمجھہ سکتی ہین کہ **مجدد الوقت** کا دعوے **مہدویت** کا ہے اور آپ جانتی ہین کہ **امام مہدی۔ مثیل محمدؐ** ہے۔

پس اگر آپ مرزا صاحب کو امام مہدی تسلیم کرلین تو کیا اونکو یہہ حق نہین پونہچتا کہ وہ خواص جنہین رسولخدا نے انکی مثلیت بیان فرمائی ہے اپنی ذات پر صادق کر کے دکھائین۔ کیا آپ اونکو ہمسری و برابری پر محمول کرین گے اگر ایسا کرینگے تو عوام کو سر بسر دہوکا دینگے۔

ہان اگر آپ انکو امام مہدی نہین مانتے تو اون کی کتابون مین جو اس امر کی ثبوت کا ایک بڑا بہاری سلسلہ ہے اوسکو نمبروار توڑ کر دکھلائین پھر مین خود وزن کردون گا یا موازنہ کرا ونگا اگر آپ کی تحقیق پایۂ حقانیت رکھیگی تو مین مطیع ہو جاونگا والا کالائی بد بریش **خاوند** مارونگا لیکن مجھے امید ہے کہ یہ کام آپ پانچ سال مین بھی پورا نہ کرسکین گی کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ آپ کے سالہا سال کی کوشش کا نتیجہ الہامات وغیرہ ایک آدہ رسالہ ہے جو کوہ کندن و موش برآوردن کا مصداق ہے۔ پھر مین کس امید پر پانچ سال تک مبلغ پانچسو روپیہ کی رقم کثیر کو بلا نفع قید کردون۔ جو عقل ونقل کے خلاف ہے۔ مین اس عمل سراپا زیان کا مرتکب نہین ہو سکتا۔

اور اگر آپ اسکو ضروری سمجھتے ہین تو بحساب ساہوکاران اگر فیصدی مبلغ عہ۵ پچیس روپیہ سالانہ منافع کا اندازہ لگایا جائے تو کم سے کم پانچسو کا منافع ۶۲۵ روپیہ بنتا ہے آپ براہ نوازش یہہ روپیہ بطور حرجانہ کسی ساہوکار کے پاس مجھسے پہلے جمع کرا دین تاکہ میرا حرجہ ہو ماجعل اللہ فی الدین من حرج امر منصوص ہے جس سے آپ روگردانی نہین اور نہ مین ہی خلاف قرآن شریف کر سکتا ہون اور اگر مبلغ ۶۲۵ روپیہ جمع کرانا آپ حرج سمجھتے ہین تو پھر آپ دلایل مثلیت و مہدویت اور اون کے مقدمات کو سلسلہ وار تردید کر کے دکھلائین اگر آپ اپنے مقصود پر پہونچ گئے تو پانچسو روپیہ کیا چیز ہے جسکو سنکر آپ کے منہ مین پانی بھر آیا اور لالچ پیدا ہو گیا ہے مین اور میرا خاندان اور جان مال سب کچھہ آپ پر فدا ہوگا۔ والا نہ حسرت پر حسرت تو آپ کے لاحق حال یقینی ہے بس دیر نہ کیجیے اور وہی حلف جو جناب مرزا صاحب سے آپ نے تلقی کی ہے ورد زبان کرین یعنے لعنت اللہ علے من تخلف جو اس سے ہٹے اوسپر خدا کی لعنت بالضرور مبلغ ۶۲۵ روپیہ اپنے رفیق ساکن تیجہ خورد یا کسی مہاجن کے پاس جمع کرا دین اور پھر مجھسے روپیہ رکھوانے کے خواستگار ہون۔

اور یہ جو کہا کہ " کسی معتبر آدمی کو **منصف مقرر کرین** " عجیب امر ہے کہ ایک ذات پاک کو ملہم الٰہی مانکر فیصلہ معتبرون سے کرائین جو خدا کے حکم پر راضی نہین اوس سے خدا سمجھے۔ اور اگر آپ **حضرت اقدس** کو حکم نہین مانتے تو اس سے ہرگز ہرگز گریز نہین کر سکتے کہ بحیثیت ایک **مرد صالح** ہونیکے براہ راست اون سے دریافت کرلین کہ کیا آپ کا دعویٰ ہمسری رسولخدا صلعم کا ہے اگر وہ اس سے انکار کرین اور اپنے آپ کو خادم رسول خدا ثابت کر دین۔ تو پھر زید و عمر کی شاہدین ماننے کی کچھہ حاجت نہین۔

اور میرے نزدیک تو یہ بھی ایک بیہودہ کارروائی ہے کیونکہ اون کی تحریر و تقریر اس سے پر ہے کہ وہ آنحضرت کی غلامی کا مرتبہ رکھتے ہین اس امر کی تفتیش کرنا اوس **احمق** کی کار ہے جو آفتاب روشن مین چراغ جلا کر گلی کوچہ مین اپنی چیزین تلاش کرتا پھرے۔

اور آپ جو اس امر کے قائل ہین تو آپ کی یہ کرتوت **دروغ گویم بر روئی تو** کا مصداق ہے وہ تو علی رؤس الاشہاد اعلان کر رہے ہین کہ مین دین اسلام کی حمایت کیواسطے

مبعوث ہوا ہوں اور آپ لوگ یہ تہمت دیتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں ایک منافقانہ کار کر رہے ہیں یہ نری بدظنی ہے اور بدظنی کوئی مرتبہ نہیں ان بعض الظن اثم کبیرہ کا ارتکاب بڑا جرم ہے جسمیں آپ عنداللہ ماخوذ ہونگے مضمون ظنوا المومنین خیرا خدا کے رسول کا ارشاد ہے جسکا خلاف کرنیسے آپ کو ذرا ڈر نہیں لگتا آپ آنکھوں پر پٹی باندہکر حامیان اسلام کی عزت و آبرو پر ناجائز حملہ کرتے ہیں خداوند آپ کو ہدایت کرے آپ کی تکذیب کے لیئے تو صرف یہ دو شعر کافی ہیں جو مدت سے شہرۂ آفاق ہو چکے ہیں واللہ عالم آپ کس اندھیر میں پڑے ہیں یا کہ جان بوجھکر تعصب اختیار کر لیا ہے۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم
جانم گداخت از غم ایمان اے عزیز
دین طرفہ ترکہ من بگمان تو کافرم

اور اگر باوجود ان تمام روشن انوار کی آپ انکار پر کمر بستہ رہیں تو پہلے ایمان و صلاحیت کا ثبوت دے لیں تاکہ آپ کا قول کرسی صدق پر جلوہ گر ہو کیا آپ بالشت بھر زمین سے اونچا چلتے ہیں یا کیا آپ نے ہمارا دل چیر کر دیکھہ لیا ہے جو کاذب کاذب کہتے ہیں۔ ظاہری اعمال اسلام پر اگر فیصلہ ہے تو اوس میں دونوں فریق یکساں ہیں بلکہ ادہر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ اور اگر دقیق امور ہیں جو آپ کی سمجھ میں نہیں آتے تو پھر تخمیناً اسّی آدمیوں نے آپ پر **کفر الحاد زندقہ یہودی عیسائی بدعتی دجال ضالّ** ہونیکا فتوے نہیں دیا پہلے اپنی نسبت تو فیصلہ کرالیں پھر اوروں کا فیصلہ کرانے پر آمادہ ہوں۔ **خود را فضیحت و دیگران را نصیحت** کے مصداق کیوں بنتے ہو اور اگر خدائی فیصلہ کرنا ہے تو ایرا وغیرہ تھوخیرا کو لیکر میدان میں نکلیں تاکہ ع

سیہ روی شود آنکہ در وغش باشد

وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

باقی رہی یہ بات کہ "جو واقعہ نتیجہ میں نے بیان کیا ہے جھوٹ ہے" یہ نری آپ کی ہٹ دہرمی ہے اگر آپ چاہیں تو اکثر شرکاء جلسہ کے العہدین کرا کے بہیجدیں اور ساری کیفیت کہولدوں تاکہ باقی کسر بھی نکل جائے

اور یہ جو کہا کہ **"اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں جو سچائی کے لیئے ایک اچھا سرٹیفکٹ ہے"** بالکل بے تکہ ہانکدیا ہے۔ مولوی صاحب اگر مرزا صاحب کے مرید سچے نہیں تو آپ حاجی محمد جو حبیب اللہ بیوپاری پشم وغیرہ کو ہمراہ لیکر قرآنی فیصلہ کر لیں بس حولاں حول میں پتہ لگ جائیگا کہ کون صادق ہے اور کون کاذب والحمد للہ علی ذالک۔

المُلتمس
خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور۔ مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

استفسار اور انکے جواب

بخدمت امام الدین ولد مولوی خیر الدین مرحوم مقام سیدوالہ تحصیل گوگیرہ ضلع منٹگمری کارڈ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

۱۔ قرآن شریف میں لکھا ہے ان المساجد للہ۔ مسجد کی چیز کسی خاص شخص کا مال نہیں۔ خدا تعالے کی چیزیں خدا ہی کی راہ میں لگائی جائیں۔

۲۔ جو خدا تعالے کے مقرر کیئے ہوئے امام کو امام نہیں مانتا۔ وہ اسکے مرید کو بلا وجہ کسطرح امام بنانا منظور کرتے ہیں اور پھر امام کا وہ مرید ہی کیسا ہے کہ جو اوس کے امام مامور من اللہ کو نہیں مانتے اونکا وہ جا کر امام بنتا ہے جو جس کے پیچھے چلتا ہے وہ اوسکا امام اور وہ اُس کا مقتدی۔

۳۔ حمل میں نکاح کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔

جناب حضرت اقدس امام آخر الزمان دام اقبالہ

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم کے بعد غلامان دفد دیان سے گذارش ہے آنحضرت کی صحت خداوند سے نیک خواستگار۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مسجد میں بیٹھکر روبرو دو گواہوں کے کہدیں لڑکے کا ارادہ تو نہیں تہا مگر قاضی کی شرارۃ یعنی قاضی کے کہنے سے اس لڑکے نے تین طلاق کہدیں گواہ ایک تو مسجد کا درویش تہا اور ایک زمیندار تہا۔ اور لڑکی کو بالکل خبر اسبات کی نہ تہی جب طلاقیں ہو چکیں تو پھر لڑکی کو خبر ہوئی تو لڑکی بہت روئی اور چلانے لگی پھر کیا ہوتا تہا بعد ہونے طلاق کے دس یا بارہ روز کے بعد پھر نکاح کیا گیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور پھر اوس لڑکی کو گہر سے نکال دیا اور پھر جہگڑا پڑ گیا اوس لڑکے نے تو لڑکی کو گہر سے جدا کر دیا مگر لڑکی بہت نیک تہی۔ اب لڑکی کہتی ہے میں اس گہر کے سوا اور کسی گہر میں نہیں جاتی اور دوسرا خاوند اختیار نہیں کرتی جب طلاق ہو چکی تو اوسوقت مہر کا ذکر تک نہیں ہوا اور ایک سو روپیہ مہر کا ہی اب وہ لڑکی اپنے والد اور والدہ کے پاس ہے اور بہت فساد مچ رہا ہے اب اس مسئلہ کا کس طرح پر حکم ہے۔ نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو کسطرح ہو سکتا ہے آیت اور حدیث کے ساتھ لکھکر روانہ کریں تاکہ یقین کامل ہووے جو آنحضرت کی طرف سے فتوے ہو گا اوسپر عمل کیا جاویگا اور نکاح کا اور مہر کا کسطرح حکم ہے۔ لڑکیوالوں نے لاہور خط لکھا تہا وہاں سے فتوے آیا اسپر کچھہ اعتبار نہیں اور مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور فتویٰ لکھتے ہیں کہ نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ فتوے عالمگیری جلد ۲۔ صفحہ ۹۵۔ کا حوالہ دیتے ہیں اور مولوی عبد الواحد بن مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم امام مسجد چینیانوالی لاہور فرماتے ہیں کہ نکاح فاسد نہیں ہوتا۔ اور پھر ہو سکتا ہے اور کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیتے حضرۃ عمر رض کا کچھہ کیطرح کا جہگڑا بتاتے ہیں اور جو شخص حلالہ کرے اور پھر طلاق دیدیوے تو اسپر مہر کا کیا حکم ہے اور حلالہ کسوجہ سے ہو سکتا ہے اور لڑکی پیدا ہوئی کو ۹۔ یا ۱۰ ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ پس اس سے زیادہ کیا لکھوں زیادہ حد ادب۔ جواب طلب ضروری۔

سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔
الراقم کمترین محمد الدین از چینیاں ست ریاؔ فرید کوٹ امام مسجد

الجواب۔ نسائی کی کتاب الطلاق میں یہ ایک واقعہ لکھا ہے باب الثلاث المجموعۃ وما فیہ اخبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعًا من التغلیظ فقام غضبان ثم قال أیلعب بکتاب اللہ و انا بین اظھرکم حتے قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ ۔۔ پھر قرآن کریم میں الطلاق مرتان ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ طلاق یکدفعہ نہیں دینی چاہیئے احادیث اور آثار جو اس باب میں ہیں اونکے پڑہنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایکبار تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے پس جب اوس کو تین طلاق شرعی ابھی تک نہیں دی گئیں پھر اس لمبے حاشیہ چڑہانے کی کیا ضرورت ہے حلالہ کے متعلق اس باب میں نسائی میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا۔

لعن اللہ المحل والمحلل لہ۔ نسائی باب احلال المطلقہ ثلاثا ص۹۸

اور نسائی باب طلاق الثلاث المتفرقہ قبل الدخول بالزوجۃ ص۷۹ جلد اول میں ہے ان الثلاث کانت علے عھد رسول اللہ صلعم وابی بکر و صدرا من عمرؓ ترد الی الواحد

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

میاں سراج الدین صاحب احمدی تحصیل علی پور ضلع مظفر نگر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

۱۔ جنازہ قبل از ادائے فرض مغرب جائز ہے حضرت نبی کریمؐ نے یہ تین وقت میں جنمیں نماز جنازہ پڑہنا منع فرمایا ہے اور انمیں اسکو داخل نہیں کیا۔ دیکھو نسائی شریف کتاب المواقیت باب النھی عن الصلوٰۃ نصف النھار اوسمیں یہ حدیث لکھی ہے ثلاث اوقات کان ینھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتے ترتفع حین یقوم قائم الظھیرۃ حتے تمیل وحین تضیف للغروب حتے تغرب جلد اول صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر۔

۲۔ کتنے صحابہ کا عمل ہے کہ دو رکعت فرض مغرب سے پہلے پڑہ لیتے تھے بلکہ تاخیر مغرب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نسائی جلد اول ص۷۹ باب الرخصۃ قبل المغرب ھذا صلوٰۃ کنا نصلیھا علی رسول اللہ صلعم اور اسی کتاب کے باب آخر وقت مغرب ص۹۰ میں تاخیر مغرب لکھا ہے۔

۳۔ میت کے ہاتھ میں کچھہ لکھکر دینا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

۴۔ الصلوٰۃ سنۃ رسول اللہ آذان کے بعد کہنا محدثات سے ہے صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے ہرگز ثابت نہیں۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آذان وہ ہے

جو خطبہ سے دیر نہین کی جاتی بلکہ اعلان کیلئے اب پہلے دیجاتی ہے۔ نسائی جلد اول صفحہ ۲۰۷ مین لکہا ہے باب الاذان للجمعۃ۔

۶- باب مقام الامام فی الخطبۃ مین منبر کے متعلق لکہا ہے جابر بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا خطب یستند الی جذع نخلۃ من سواری المسجد فلما وضع المنبر استوے علیہ اور آپ ہمیشہ خطبہ پڑہا کرتے تہے خطبہ مین بیٹہنا نسائی باب کم یخطب النبی مین لکہا ہے عن جابر بن سمرۃ قال جالست النبی فما رأیتہ یخطب الا قائماً و یجلس ثم یقوم فیخطب الخطبۃ الاخرۃ۔

۷- خطبہ مین بیٹہکر دعا مانگنا ثابت نہین بلکہ نسائی مین الفصل بین الخطبتین بالجلوس کا باب باندہا ہے اور باب السکوت فی القعدۃ بین الخطبتین مین یہ لکہا ہے کان رسول اللہ صلعم یخطب یوم الجمعۃ قائماً یقعد قعدۃ لا یتکلم۔

۸- تراویح مین جلسہ - کوئی فرض واجب سنت موکدہ مسنون شرع سے ثابت نہین۔

نورالدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی چندو ڈ اصاحب کے جوابات مین ۱ الصلوۃ الصلوۃ کا قول جناب عثمان سے اور رسم اہل مدینہ سے تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ بلا ثبوت ہے اور مولوی غلام حسین صاحب کا استدلال بہی عجب ہے کہ اگر ایسی بلا مرجح ممنوع ہے تو کسی فرض کے پہلے سنن و نوافل کا پڑہنا جایز ہو۔

۲- مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین۔ ایسا ہی ۳ مین مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین اسیطرح ۴ و ۵ کا حال ہے جو جھگڑے پنجاب مین قسم قسم کے ہین ہندو جہان بکثرت ہین اور زور ہین جو جھگڑے ہندو ہین نام مین رسومات مین اور جہان مسلمان ہین وہان رسومات اہل اسلام کے ساتہ ملتے ہین مگر جو لوگ اونمین سے حرام کہا مردار کہا جایز سمجہتے ہین وہ صریح قرانی نص کے منکر ہین پہر اپنے آپکو گنہگار نہین جانتے تو مسلمان کیسے ہو سکتے ہین ہان شوہر مسلمان ہو جاوے بی بی مسلمان۔ تو یہ امر حکومت کے متعلق ہے تمہارے ہمارے متعلق نہین۔ والسلام

نورالدین ۳- ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور فیض گنجور مسیح موعود مہدی مسعود امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام - دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

گذارش ہے کہ زید کا بوجہ دوسری شادی کرنے کے مسماۃ اندان زوجہ خود کے ساتہہ تنازعہ رہا کرتا تہا زید کے برادران و مسماۃ اندان کے رشتہ داران نے رفع فساد کے لئے زید کو مجبور کیا کہ زوجہ خود یعنے مسماۃ اندان کو طلاق دیدے۔ چنانچہ نامبردہ نے طلاقنامہ تحریر کردیا جسکی نقل حضور والا کی خدمت مین پیش ہے بعد طلاق دینے مسمی زید اپنی والدہ اور اپنے برادران وغیرہ سے بہت دفعہ یہی کہتا رہا کہ مجکو تنگ کیا گیا جو طلاق دیدیا گیا اب زید کی زوجہ کا انتقال ہو چکا اسلئے زید چاہتا ہے کہ مین اپنی زوجہ مسماۃ اندان کو پہر اپنے گہر آباد کرلون طلاق سے بعد آجتک جسکو عرصہ چار سال دس ماہ گیارہ یوم کا ہوا زید نے اپنی عورۃ مطلقہ کے ساتہہ کچہہ تعلق نہین رکہا - اب حضور کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کرکے التماس ہے کہ ایسی حالت مین کیا زید اپنی عورۃ مسماۃ اندان کو اپنے گہر مین آباد کرسکتا ہے زید کا دلی منشاء طلاق دینے کا نہین تہا رفع فساد کے لیے اوسکے برادران نے اسکو مجبور کیا تہا زید کے برادران و ہمشیرگان اس امر کے گواہ ہین کہ واقعی زید نے برادران کے مجبور کرنے سے ہی طلاق دیا تہا۔ مسماۃ اندان بہی اپنے خاوند زید کے گہر جانمین رضامند ہے اصل سوال مع جواب نیازمند کے پاس ارسال فرمادین۔

الراقم عبدالغنی خان افسر فراشخانہ پٹیالہ سکرٹری انجمن احمدیہ قصبہ سنور

منکہ زید ابن بکر ساکن افضل نگر کا ہون جو کہ مسماۃ اندان بنت عمر ساکنہ افضل نگر زوجہ ام نے خواہش کی کہ مجکو طلاق دے چنانچہ حسب خواہش اوسکے یعنے مہر اوسکا مبلغ ۔/۱۲ روپیہ دیکر طلاق حسب طریق شرعی دیدیا اب اوسکا حق و دعوے کچہہ نہین اور نہ اوسپر کچہہ ہے زیور و پارچات ہر قسم یعنے اوس کے لے گئے ہین ایک حبہ باقی نہین رہا اوس سے مجہہ سے مہر شرعی ۔/۱۲ روپیہ لیلیا رسید لکہدی لہذا اپنے کا طریق طلاقنامہ کے لکہدئے کہ سند ہون اور وقت حاجت کام آوین۔ المرقوم ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

گواشد العبد گواشد
زید

الجواب - آجکل کچہہ پوشیدہ اعتراض کے ہے اکثر مسایل علماء کے پاس بہیجے جاتے ہین اصل نہ معلوم کیا ہوتا ہے بظاہر جو کچہہ معلوم ہوتا ہے اس کے مطابق حضرت صلعم کے زمانہ کا ایک واقعہ لکہتا ہون - نسائی کی کتاب الطلاق مین ہے اخبر رسول اللہ صلعم من رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعاً فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتے قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ اور ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تین طلاق یکبارگی دیدے تو شرع مین ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے اوسکے متعلق صفائی سے اسی کتاب کے مین لکہا ہے ان الثلاث کانت علے عہد رسول اللہ والی بکر وصدر من خلافۃ عمر رض ترد الی الواحد۔

نورالدین ۳- ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا حکم فرماتے ہین علماء دین مسئلہ سماع موتے مین جب انسان فوت ہو جاوے تو مردہ سنتا ہے یا نہین یا قبرون مین جاکر سلام علیکم کہا جاتا ہے وہ اوس کا جواب سنکر دیتے ہین یا نہین اس مسئلہ مین جو صحیح مسئلہ ہے قرآن و حدیث سے مرقوم فرماکر مرحمت فرماوین۔

السائل محمد ولایت شاہ عفی عنہ از مقام راہون ضلع جالندر تحصیل نوان شہر۔

الجواب :- نسائی مطبوعہ مطبع مصر کی جلد اول باب ازواج المومنین صفحہ ۲۹۳ کی شرح مین امام جلال سیوطی نے ایک لمبی بحث اسکے متعلق لکہی ہے اسمین لکہا ہے قال النبی من صلی عند قبری سمعتہ ومن صلے علی غائبا بلغتہ اور اسیکے باب التسہیل فی غیر السبتیۃ مین ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالیہم صفحہ ۲۸۸

اور اسی مضمون کو شرح بلوغ المرام سبل السلام جلد اول صفحہ ۲۰۲ مین مفصل لکہا ہے اور سبل السلام جلد اول صفحہ ۲۰۶ مین ہے کہ جب کوئی قبرستان مین سے گذرتا ہے اور وہ سلام کہتا ہے تو وہ اوس کے سلام کو سنتے ہین اور اون کو دعا اون سے نفع بہی ہوتا ہے جسکو سبل السلام کے صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۶ مین مفصل بیان کیا ہے واقرؤا علے موتاکم یٰسین کا ارشاد بہی کیا ہے جسکی تفصیل انہین صفحون مین لکہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ایک قسم کا ادراک اور سماع ہے۔ مگر قبور پر بیٹہکر قرآن کریم پڑہنا شریعت مین ثابت نہین۔ نبی کریم تمام صحابہ کرام کو احب الناس تہے مگر آپ کی قبر پر کسی صحابیہ کا قرآن کریم بیٹہکر پڑہنا ثابت نہین ہوتا بلکہ نسائی جلد اول صفحہ ۲۸۷ مین ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علے جمرۃ حتے تحرق خیر لہ من ان یجلس علے قبر سے ایک قسم کی نہی مطلق کا استنباط ہوتا ہے۔

نورالدین ۳- ستمبر ۱۹۰۵ء

پس ازین رد الوہیت او باطل مے شود۔ وعذر اوشان کہ ما چنین اعتقاد نداریم کہ از ذاتی طاقت خود حضرت عیسےٰ
علیہ السلام خالق طیور بودند بلکہ این طاقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام را قادر مطلق باذن خود عطا کردہ بود و برچنانچہ
خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام را در خالقیت خود حصہ دار ساختہ بود واین اختیار ایزدی است کہ ہر کسے را کہ بخواہد
مثیل خود گرداند ما مے گوئیم این چنین عذرات پیش کردن بالکل خیالات مشرکانہ است این عذر کنندہ را ما مے پرسیم
کہ آیا خداوند تعالےٰ بر اماتت خود ہم قادر است یا نہ اگر نیست پس قادر مطلق نماند و اگر قادر بر اماتت خود است
پس موت باری ممتنع بالذات نماند این نابینان عقل را پرسید کہ تعریف خدا این است یوجد فیہ لا یوجد فی
غیرہ حالانکہ خدا تعالےٰ در قرآن کریم مے فرماید اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ہل
من شرکائکم من یفعل من ذالکم من شیء سبحانہ وتعالےٰ عما یشرکون۔ سورہ روم۔ اللہ تعالےٰ
آنست کہ شمارا آفرید باز شمارا روزے داد باز شمارا خواہد میرانید باز شمارا زندہ خواہد کرد آیا کسے از شریکان شما ہست
کہ امرے ازین امور ابساز دو بجا آرد۔

دیگر ہمچنان در سورہ مومنون پارہ ہژدہم خدا تعالےٰ مے فرماید وہو الذی یحیی ویمیت ولہ اختلاف
اللیل والنہار افلا تعقلون۔ یعنی این صفت ایزد تعالےٰ است کہ زندہ مے کند و مے میراند و او راست
گردانیدن شب و روز۔ آیا این قدر نشانات را دیدہ نمے فہمید کہ درین اوصاف کسے از مخلوقات شریک
باری نیست۔

غور کنید کہ این آیات چہ قدر ظاہر و باہر شہادت مے دہند کہ اوصاف خالقیت و رازقیت و احیاء و امات و
تقلب لیل و نہار مخصوصۂ الوہیت اند۔

تعجب است کہ مخالفین ما باوجود این آیات بینات نمے فہمند و مسیح را در صفت باری شریک مے گردانند۔
علاوہ برین ما از اوشان مے پرسیم کہ آیا شناخت کردن مے توانید کہ در موجودہ پرندہا کہ مخلوق ایزدی اند چہ قدر
نسل آن پرندہا است کہ آنہا را مسیح آفریدہ بود۔ اگر مخالفین ما این چنین اعتقاد دارند پس از ایشان باید پرسید
کہ درباب این آیت قرآن کریم چہ جواب دارند ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق
علیہم قل اللہ خالق کل شیء وہو الواحد القہار۔

یعنی آیا ایشان معبودان باطلہ را شریکان ایزدی تصور کردہ اند کہ چنان کہ اللہ تعالےٰ خالق است اوشان
ہم خالق اند کہ بر ایشان شناخت صفات ایزدی مشتبہ شدہ است بگو با ایشان کہ کسے ہم صفت و شریک باری نمی
تواند شد واین امر متحقق و ثابت شدہ است کہ خالق ہر چیز اللہ تعالےٰ است و اوست تنہا غالب و قاہر بر ہر چیز
اگر در صفات ایزدی شریک ایزدی جائز بودے گو از اذن و حکم او بودے پس بمقابلہ این چنین خالقان
موہومہ از مجبوری فتشابہ الخلق علیہم معرفت خالق حقیقی مشتبہ مے شود۔

پس اعتقاد بعض چنان کہ بعض پرندہا مخلوق خدا تعالےٰ اند و بعض از دہن آفریدہ حضرت مسیح اند
سراسر خیال مشرکانہ است و بلاشبہ معتقد این چنین خیال خارج از دائرہ اسلام است واین مذہب شان
کہ ما حضرت مسیح را فی نفسہ خالق طیور نمی گوئیم بلکہ این اعتقاد ما است کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح را این صفات
عطا کردہ بود۔ ما ہیچ کی این خیالات قبل ازین کردہ ایم کہ خاصۂ خلق از اوصاف الوہیت است واین خاصہ
در غیر یافتہ نمے شود۔

وعلم و واقفیت کمالات و فضائل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ندارند باوجود این قدر کمزوری فہم و قلت علم ما را
مے گویند کہ ما منکر ختم نبوت ہستیم من چنین بیماران و مرضی را چہ گوئیم و بر ایشان چہ افسوس کنم اگر چنین حالت شان
نبودے و اوشان بکلی از حالت اسلام دور نمے افتادند پس ضرورت آمدن مسیح چہ بودے مثال ما چنان است
کہ کسے آئینہ شکل خود ملاحظہ فرماید پس شکلیکہ در آئینہ نظر مے آید دران خواص و صفات اصل ہم مے باشند ہمچنان
درینجا ہم عکس و پرتوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است و از آنحضرت علیہ السلام چیزے خارج نیست

چند اعتراضات بر مولف موازنة الحقائق وسیف چشتیائی وتائید الاسلام وغیرہ

(۱) در اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔
کدام نعمت مقصود و مراد است۔ آیا درینجا مراد از نعمت بجز وحی و نبوت و قرب ایزدی چیزے دیگر است۔
(۲) در سورہ یوسف خدا تعالےٰ حکایتہً از زبان یعقوب علیہ السلام بحق حضرت یوسف فرمودہ است ویتم نعمتہ
علیک وعلےٰ آل یعقوب کما اتمہا علےٰ ابویک من قبل ابراہیم واسحاق۔ درینجا بجز وحی و
الہام و نبوت اتمام کدام نعمت مراد است کہ بر حضرت ابراہیم و اسحاق و یوسف علیہم السلام ایفائے آن کردہ شد۔
(۳) نادر است کہ از انبیا میراث دنیا بکسے رسد پس از ایشان کدام میراث متوقع الحصول است چنانچہ حضرت
زکریا علیہ السلام از حضرت ایزدی وارثے مے طلبید کہ با و میراث خود ایصال نماید وے گوید یرثنی ویرث من آل
یعقوب واجعلہ رب رضیا۔
(۴) بجز اموال دنیا کدام ورثہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است کہ وارثان آنحضرت ازان محروم الارث ماندہ اند
وارباب کدام نعمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را قاسم نعمت لقب دادہ اند۔ کدام نعمت است کہ از تقسیم آن آنحضرت
دریغ فرمودہ اند۔

موازنة الحقائق بر صفحہ ۷ می گوید معجزات عیسوی یا دیگر انبیاء ہرچہ در قرآن بالتصریح ذکر است ہمہ محمول بر حقائق
است و بر آنہا ایمان آوردن ایمان بالغیب است منکر آنہا منکر قرآن است مؤول آنہا از حقائق بہ مجاز و استعارات
براستی نیست۔

ما مے گوئیم معجزات عیسوی و دیگر انبیاء حسب ضرورت و تقاضائے وقت و از منہ بر دست
انبیاء ظاہر شدہ اند حسب شہادت قرآن کریم بعضے محمول بر حقائق و برخے محمول بر مجاز و
استعارات اند۔

کما قال اللہ تعالےٰ حکایة عن حضرت عیسےٰ علیہ السلام انی اخلق لکم من
الطین کہیئة الطیر فیکون طیرًا باذن اللہ۔ (فقال) احی الموتی باذن اللہ۔
اگر این معجزات حضرت مسیح را محمول بر حقیقت کردہ شود در دیگر آیات قرآن کریم تناقض پیدا مے شود
و حضرت مسیح را متصف بصفات باری و خالق و محی مخلوق قرار دادہ مے شود و معتقد این اعتقاد
حسب فرمودۂ ایزدی مشرک است زیرا کہ جملہ معبودان باطلہ کہ پرستش آنہا در دنیا کردہ مے شود خداوند
تعالےٰ درباب آنہا مے فرماید کہ کسے از ایشان مثل من یک مگس ہم پیدا کردن نمے تواند۔